عاقل و باشعور افراد کے لیے ضروری مسائل کے

آب دار موتی

در فقہ شافعی

از

علامہ سید ابو بکر بن محمد شطا الشافعی

ترجمہ سید نور محمد ہاشمی مصباحی

ناشر

امام شافعی فاؤنڈیشن ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ حق حمدہ وصلاتہ وسلامہ علی سیدنا محمد النبی وعلی آلہ وصحبہ

من بعد فامّا بعد :

کسی بھی ہوش منداور درست فکر والے شخص پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ علم کی عظمت واہمیت ناقابل انکار (حقیقت) ہے۔اور علم کی فضیلت میں جو نصوص و آثار وارد ہیں وہ شمار سے باہر ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون ۵......(الزمر آیت ۹)

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان......(کنزالایمان)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ۵ (المجادلۃ آیت ۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔(کنزالایمان)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة.

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

اور ارشاد گرامی ہے:

من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ طریقا الی الجنۃ.

جو شخص کسی راستے پر علم کی جستجو میں چلے اللہ تعالیٰ اس کے لے جنت کا راستہ آسان فرمادے گا۔

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یشفع اللہ یوم القیامۃ ثلاثۃ: الانبیاء ثم العلماء، ثم الشھداء

روز قیامت اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کو منصب شفاعت عطا فرمائے گا۔انبیاء، پھر علماء، پھر شھداء

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں:

باب من العلم تتعلمه أحب إلينا من ألف ركعة تطوعا.	علم کا ایک حصہ جسے تم سیکھو ہمیں ہزار رکعت نفل نمازوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور ہمارے امام امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: طلبِ علم میں مشغولیت نفل نماز سے زیادہ افضل ہے، اور (نیز) یہ فرمان ہے کہ فرائض کے بعد طلبِ علم سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں۔

واضح ہو کہ مرتبہ کے لحاظ سے سب سے عظیم اور فضیلت کے اعتبار سے سب سے باعظمت علم، علمِ فقہ ہے، جو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے، اور جو شخص تن دہی کے ساتھ اس پر عمل کرے اس کے لیے جنت میں داخلے کا ضامن ہے۔ کیوں کہ اس میں ایسا فائدہ ہے جس سے سب بہرہ وَر ہوتے ہیں۔ اور حلال کی حرام سے شناخت ہے۔ حضرت عثمان بن عینیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نبوت کو چھوڑ کر کسی کو علم اور فقہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ اس لیے ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس بات کے طلب گار ہیں کہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور نبیوں اور رسولوں میں سب سے بہتر ہستی کے طفیل اور آپ ﷺ کی آل و اصحاب کے طفیل ہم پر اہلِ عرفان کی نوازش کا دروازہ کھول دے۔

ایمان کی پہچان

ایمان کی علامتوں میں سے یقین و تصدیق ہے۔ حدیثِ پاک میں نبی اکرم ﷺ (سے مَروی ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا اراد اللہ بعبدہ خیراً سلک فی قلبه الیقین والتصدیق ، و اذا اراد به شراً سلک فی قلبه العبیبة.	جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دِل میں یقین و تصدیق داخل کر دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ کسی بُرائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں فخر و غرور داخل کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن یرد اللہ أن یهدیه یشرح صدره للاسلام و من یرد أن یضله یجعل صدره ضیقاً حرجاً ۵ (انعام آیت ۱۲۵)	پس جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رُکا ہوا کر دیتا ہے۔ کنزالایمان

اور اہلِ سنّت کا اس بات پر اتفاق (اجماع) ہے کہ مومن...... جس پر یہ حکم کیا جائے کہ وہ اہلِ قبلہ سے ہے اور دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا...... وہی ہو گا جو دینِ اسلام کا ایسا پختہ عقیدہ رکھے جو شک و شبہ سے بالاتر ہو...... اور شہادتین کو پڑھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے فرماتے ہیں کہ: ہم ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے (کی خدمت میں حاضر تھے) اسی درمیان اچانک خوب سفید لباس والا، گہرے کالے بالوں والا ایک شخص نمودار ہوا۔ نہ تو اس پر سفر کی کوئی علامت تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ کر اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ لیا اور عرض کیا: یا محمد! (ﷺ) مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم رکھو...... زکوٰۃ ادا کرو...... رمضان کے روزے رکھو...... اور اگر خانہ کعبہ تک جانے کی قدرت (استطاعت) ہو تو اس کا حج کرو۔ نو وارد نے عرض کیا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا، تو ہمیں اس کی اس بات پر تعجب ہوا کہ وہ سوال بھی کر رہا ہے اور تصدیق بھی۔

پھر اس نے عرض کیا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ...... اس کے فرشتوں...... اس کی کتابوں...... اس کے رسولوں کی اور روزِ قیامت کی تصدیق کرو...... اور اچھی بُری تقدیر کی تصدیق کرو۔ نو وارد نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ تصور نہ پیدا کر سکو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد سوال کرنے والا وہ شخص چلا گیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تمھیں معلوم ہے کہ وہ سوال کرنے والا کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے تمھیں تمہارا دین سکھانے کے لیے تمہارے پاس آئے تھے۔

علمائے کرام نے...... جو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں...... فرمایا کہ جو ایمان و اسلام (جس کا

ذکر مذکورہ حدیث میں ہوا) دونوں پر عمل کرے وہ مومن کامل ہے اور جو دونوں کو ترک کردے وہ سراسر کافر ہے۔ اور جو صرف اسلام کو ترک کرے وہ مومن ناقص ہے...... اور جو صرف ایمان کو ترک کرے وہ منافق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا اعتقاد ہے کہ وہ اکیلا ہے...... اس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی اس کا ہم سَر نہیں...... اور نہ اُلوہیت میں (معبود ہونے میں) کوئی اس کا شریک ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا اعتقاد ہے کہ وہ معزز بندے ہیں، انھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو حکم دیا اس کی نافرمانی نہیں کرتے...... جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں اور اپنی خبروں میں سچے ہوتے ہیں۔ اور کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا اعتقاد ہے کہ وہ کتابیں اللہ کا کلام ازلی ہیں...... جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے...... حروف اور آوازوں سے پاک ہے...... ان کے تمام مضامین حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے بعض رسولوں پر حادث الفاظ میں نازل فرمایا ہے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں (تبلیغِ احکام کے لیے) مخلوق کی طرف بھیجا، اور انھیں ہر بُرائی اور ہر خامی سے پاک رکھا۔ اس لیے وہ نبوت سے پہلے اور بعد نبوت معصوم ہوتے ہیں۔ یوم آخر...... جو کہ موت سے لے کر روزِ قیامت واقع ہونے تک ہے...... پر ایمان لانے کا مطلب اس کے وجود کا اعتقاد ہے...... اور ان چیزوں کا اعتقاد جن پر وہ مشتمل ہے۔ یعنی دونوں فرشتوں (منکر نکیر) کا سوال کرنا...... قبر کی آسائش اور اس کا عذاب...... دوبارہ زندہ ہونا...... جزاء، حساب، میزان، پُل صراط، جنت اور دوزخ۔ اور تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ ہو کر رہے گا، اور مقدر نہیں کیا اس کا ہونا محال ہے۔ اور اس بات کا اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق سے پہلے ہی بھلائی اور بُرائی مقدر فرمادی ہے (اس کی تقدیر میں بھلائی یا بُرائی لکھ دی ہے)، اور اس بات کا اعتقاد کہ پوری کائنات اس کی تقدیر اور قضاء سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے واجب، محال اور ممکن چیزوں کا بیان

ہر عاقل و بالغ پر ازروئے شرع ان عقائد کی معرفت ضروری ہے جو اللہ ﷻ کے حق میں واجب، محال اور ممکن ہیں۔ یہ کل اکتالیس عقیدے ہیں۔ بیس واجب، بیس محال اور ایک ممکن۔

جو چیزیں واجب ہیں	جو محال ہیں
■ موجود ہونا واجب ہے۔	■ اور عدم اس کے حق میں محال ہے
■ قِدَم (قدیم ہونا) واجب ہے۔ اور قِدَم کا معنی یہ ہے کہ جس کے وجود کی ابتدا نہ ہو۔	■ اور حدوث اس کے حق میں محال ہے۔
■ بقاء (باقی رہنا، ہمیشہ رہنا) واجب ہے اور بقاء کا مطلب یہ ہے کہ جس کے وجود کی کوئی انتہا نہ ہو۔	■ اور فنا (ختم ہونا) اس کے حق میں محال ہے۔
■ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات، صفات اور افعال میں حوادث کے خلاف ہونا...... واجب ہے۔	■ اور حوادث سے مماثلت (مثل ہونا) اس کے حق میں محال ہے۔
■ اللہ تعالیٰ کا بذات خود قائم ہونا، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ایسی ذات سے بے نیاز ہونا جس کے ساتھ اس کا قیام ہو اور کسی بھی ایسے موجِد (وجود دینے والا، پیدا کرنے والا) سے بے نیاز ہونا جو اسے وجود بخشے۔	■ اور اس کے حق میں یہ محال ہے کہ وہ قائم بالذات نہ ہو۔
■ ایک ہونا اس معنی میں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔	■ اور تعدد (دو چند ہونا) اس کے حق میں محال ہے۔
■ قدرت...... اس کے لیے واجب ہے۔	■ اور عجز اس کے حق میں محال ہے۔
■ ارادہ اس کے لیے واجب ہے۔	■ اور کراہیت اس کے حق میں محال ہے۔
■ علم اس کے لیے واجب ہے۔	■ اور جہل اس کے حق میں محال ہے۔
■ حیات اس کے لیے واجب ہے۔	■ اور موت اس کے حق میں محال ہے۔

١١ سمع (سننا) اس کے لیے واجب ہے۔	١١ اور صمم (بہرا پن) اس کے حق میں محال ہے۔
١٢ بصر (دیکھنا) اس کے لیے واجب ہے۔	١٢ اور عمی (نابینائی) اس کے حق میں محال ہے۔
١٣ کلام اس کے لیے واجب ہے۔	١٣ اور بکم (گونگا پن) اس کے حق میں محال ہے۔
١٤ قادر ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	١٤ اور عاجز ہونا اس کے حق میں محال ہے۔
١٥ اور صاحب ارادہ ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	١٥ اور مجبور ہونا اس کے حق میں محال ہے۔
١٦ عالم ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	١٦ اور جاہل ہونا اس کے حق میں محال ہے۔
١٧ حیات والا ہونا اس کے لیے واجب ١٨ ہے۔	١٧ اور مردہ ہونا اس کے حق میں محال ہے۔ ١٨
١٩ سمیع ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	١٩ اور بہرا ہونا اس کے حق میں محال ہے۔
٢٠ بصیر ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	٢٠ اور نابینا ہونا اس کے حق میں محال ہے۔
متکلم ہونا اس کے لیے واجب ہے۔	اور گونگا ہونا اس کے حق میں محال ہے۔

یہ چالیس اُمور ہوئے جن میں بیس واجب ہیں اور بیس محال ہیں۔ اور اکتالیسواں اَمر جو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز ہے وہ ہر ممکن کا فعل (کرنا) یا ترک (چھوڑ دینا) ہے۔

اور مکلف پر مذکورہ عقائد کے دلائل کا جاننا واجب ہے۔ اگر چہ اجمالی طور پر اس طرح کہ مخلوقات کے وجود مثلاً...... زمین و آسمان کی پیدائش کے ذریعے ہر صفت پر استدلال کرے۔ اور مکلف پر ان اُمور کا جاننا بھی واجب ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں واجب ہیں، اور ان کا جاننا جو محال اور جائز ہیں۔

یہ کل نو (٩) اُمور ہیں۔ راست گوئی، امانت داری، تبلیغ اور ذہانت و زیرکی واجب ہے۔ دروغ

بیانی، خیانت، کسی ایسی چیز کا اخفاء (چھپانا) جس کی تبلیغ کا انھیں حکم دیا گیا ہو اور کند ذہنی یہ سب باتیں محال ہیں۔ اور جو انسانی عوارض ان کے بلند و بالا مرتبوں میں تخفیف کا باعث نہ ہوں وہ ان کے حق میں جائز ہیں جیسے...... کھانا، پینا، جماع کرنا اور ہلکی پھلکی بیماری۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عقل و علم میں تمام لوگوں سے کامل ترین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا اور ان کی سچائی روشن معجزات سے ظاہر فرمائی، اور انھوں نے اس کے اَمر و نہی اور وعدہ و وعید کو لوگوں تک پہنچایا...... اور مکلف پر ان رسولوں کی تفصیلی معرفت بھی ضروری ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اور یہ پچیس رسولانِ عظام ہیں، ان کے علاوہ انبیاء کرام کی اجمالی معرفت ضروری ہے۔

اور اس پر یہ بھی واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار، نبی اُمی، قرشی، ہاشمی حضرت محمد ﷺ کو عرب و عجم، فرشتے، انسان، جنات، جمادات پوری مخلوق کی طرف اپنے پیغام کے ساتھ بھیجا۔ اور یہ کہ آپ کی شریعت نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (مخلوقات) پر آپ ﷺ کو فضیلت بخشی ہے۔ اور صرف "لا الٰہ الّا اللّٰہ" کہنے سے توحید کو نادرست قرار دیا ہے جب تک کہ "لا الٰہ الّا اللّٰہ" پڑھنے والا اس کے ساتھ "محمد الرسول اللّٰہ" کا اضافہ نہ کرے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے دُنیا و آخرت کے جن اُمور کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اس کی تصدیق لازم کی ہے۔

اور اس پر یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت مکہ شریف میں ہوئی اور وہیں آپ ﷺ کو بعثت ہوئی (یعنی وہیں آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا)، آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی اور وہیں آپ ﷺ کی وفات و تدفین ہوئی۔ اور یہ کہ آپ ﷺ گورے رنگ کے تھے جس میں سُرخی کی آمیزش تھی۔ اور یہ کہ آپ ﷺ پیدائش اور مخلوق میں تمام لوگوں سے کامل ترین ہیں، اور پدری اور مادری نسبت بھی ضروری ہے چناں چہ آپ ﷺ کا نسب نامہ والد کی جانب سے یہ ہے:

سَیِّدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ ہَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّۃَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَۃَ بْنِ خُزَيْمَۃَ بْنِ مُدْرِكَۃَ بْنِ اِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ۔ اور ماں کی جانب سے یہ ہے:

سَیِّدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ آمِنَۃَ بِنْتِ وَھْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُھْرَۃَ بْنِ کَلَابِ۔ . . یوں ہی آپ ﷺ کی اولادِ پاک کا جاننا بھی ضروری ہے، اور یہ سات ہیں...... تین شہزادے اور چار شہزادیاں۔ پیدائش میں ان کی ترتیب اس طرح ہے: سب سے پہلے قاسم، پھر زینب، پھر رقیہ، پھر فاطمہ، پھر اُم کلثوم، پھر عبداللہ......ان کا لقب طاہر اور طیب ہے اور یہ سب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہیں اور ساتویں ابراہیم ہیں جو ماریہ قبطیہ سے ہیں۔(رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

فائدہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج جنھیں چھوڑ کر آپ ﷺ نے وفات پائی وہ نَو ہیں: (۱) حضرت عائشہ (۲) حضرت حفصہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت صفیہ (۵) حضرت میمونہ (۶) حضرت رملہ (۷) حضرت ہند (۸) حضرت زینب اور (۹) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔ یہ سب اُمہات المؤمنین (مومنوں کی مائیں) ہیں......

ادائے وجوبی اور ترکِ وجوبی کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مکلف پر جو چیزیں واجب کی ہیں ان سب کی ادائگی اس پر واجب ہے۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ ان کی ادائگی حکمِ الٰہی کے مطابق ارکان وشرائط کے ساتھ ہو۔...... ان چیزوں سے بچتے ہوئے جو انھیں باطل کرنے والی ہوں ورنہ ادا باطل ہوگی۔ اور مکلف ہونے کے وقت ہر واجب...... جس پر وہ قادر ہو ...... کے کرنے کا اور حرام کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرنا ضروری ہے۔

احکامِ شرعیہ کا بیان

وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقرر فرمائے اور وہ یہ ہیں: واجب، حرام، سُنّت، مکروہ، مُباح، باطل، اور صحیح۔

دین اور دین کے اُمور چار ہیں۔ (۱) سچا ارادہ یعنی نیت اور خلوص کے ساتھ عبادت کرنا (۲) صحیح عقیدہ یعنی یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، ہر کمال سے متصف ہے اور ہر خامی سے پاک ہے (۳) وعدہ کو پورا کرنا یعنی تمام فرائض کو وقت (مقررہ) کے اندر ادا کرنا (۴) اور حد سے بچنا یعنی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے دور رہنا۔

طہارت کا بیان

حَدَث (بے وُضو یا بے غسل ہونے کی حالت) کا ختم کرنا اور نجاست کو دور کرنا صرف خالص پانی سے درست ہے......اور خالص پانی وہ ہے جو خود پاک ہو، دوسرے کو پاک کرنے والا ہو، ناپاک نہ ہو، استعمال شدہ نہ ہو اور زیادہ مقدار میں اس کے اندر کوئی ایسی چیز نہ ملی ہو جس سے پانی بے نیاز رہتا ہے...... اور نجس (ناپاک) پانی وہ ہے جس میں کوئی ایسی نجاست گر گئی ہو جو نا قابل معافی ہو (یعنی جس کے لگے رہنے کے ساتھ نماز نہ ہو) اور پانی متغیر ہو جائے ...... اگر پانی دو قلہ کی مقدار ہو یا اس سے زیادہ......اور اگر پانی دو قلہ سے کم ہو تو نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جائے گا...... اگر چہ اس کی طبیعت نہ بدلی ہو۔ اور استعمال شدہ پانی وہ ہے جس سے وُضو یا غسل کیا گیا ہو یا کوئی نجاست دور کی گئی ہو اور وہ پانی تھوڑا ہو، اور کسی پاک چیز کے مل جانے سے زیادہ حد بدل جانے والی وہ چیز ہے جس پر پانی کا نام بولا جا سکے اور اس کا ایک نیا نام پڑ جائے جیسے شوربہ۔

قضائے حاجت کا بیان

جیسے پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت ہو اس کے لیے مُستحب یہ ہے کہ چپل پہن لے، سر ڈھانپ لے، اور پانی یا پتھر کا انتظام کرلے، پھر بایاں پاؤں اندر رکھتے ہوئے یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ (اللہ کے نام سے، اے اللہ! میں خبیث مَردوں اور خبیث عورتوں سے تیری پناہ لیتا ہوں) اور باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں آگے بڑھائے اور یہ دُعا پڑھے: غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (پروردگار! میں تجھ سے بخشش کا طلب گار ہوں، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے تکلیف دہ چیز مجھ سے دور کی اور مجھے عافیت وسلامتی بخشی)، اور یہ بھی مُستحب ہے کہ قبلہ کی طرف منہ نہ کرے (اگرچہ جائز ہے)۔ اور اگر میدانی علاقہ میں ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرنا حرام ہے؛ جب کہ شرائط نہ پائے جائیں۔ اور بغیر ضرورت بات نہ کرے۔ نہ تو یک بارگی اپنے سَتر سے کپڑا ہٹا دے بلکہ تھوڑا تھوڑا ہٹائے یہاں تک کہ زمین سے قریب ہو جائے، نہ آسمان کی طرف دیکھے نہ شرم گاہ کی طرف، نہ اس کی طرف جو خارج ہو، نہ کھلواڑ کرے۔ اور یہ بھی مُستحب ہے کہ کھڑے ہونے سے پہلے اپنا کپڑا لٹکالے۔

اِستنجاء کا بیان

ہر تر نجاست سے استنجاء (پاکی حاصل کرنا) واجب ہے۔ نجاست خواہ آگے کے مقام سے نکلے یا پیچھے کے مقام سے، پانی یا پتھر کے ذریعہ یا ایسی چیز کے ذریعہ جو ٹھوس ہو، پاک ہو، نجاست کو دور کرنے والی ہو اور قابل عزت نہ ہو۔ اور افضل یہ ہے کہ پتھروں سے استنجاء کرے پھر اس کے بعد پانی استعمال کرے۔ اور اگر پانی یا پتھر میں سے کسی ایک کا استعمال کرے تو پانی زیادہ بہتر ہے۔

وُضو کا بیان

وُضو کے لیے کچھ شرطیں ہیں۔ متعدد فرائض، کچھ سنّتیں اور کچھ مکروہات و نواقض ہیں۔ وُضو کی شرطیں دس ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) باتمیز ہونا (۳) حیض (وہ خون جو عورت کو آگے کے مقام سے ماہواری آتا ہے) اور نفاس (وہ خون جو بچے کی پیدائش کے بعد آتا ہے) سے پاک ہونا (۴) ایسی چیز سے پاک ہونا جو جلد تک پانی پہونچنے میں رکاوٹ بنے (۵) اعضاءِ وُضو پر کسی ایسی چیز کا نہ ہونا جو پانی کو بدل دے مثلاً زعفران وغیرہ (۶) وُضو کی فرضیت کا علم ہونا (۷) وُضو کے فرائض میں سے کسی فرض کے سنّت ہونے کا اعتقاد نہ رکھنا (۸) نماز کا وقت ہونا (۹) دائم الحدث کا پے درپے وُضو کرنا (دائم الحدث وہ شخص ہے جس پر ہمیشہ حدث طاری رہتا ہے اس طور پر کہ مثلاً پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہوں)

(۱۰) پاک پانی کا ہونا۔

۱ فرائض وُضو چھ ہیں:

نیت کرنا.......... چہرہ دھوتے وقت اس کے پہلے جز کے ساتھ نیت کا متصل ہونا ضروری ہے، نیت کا محل دل ہے اور نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل میں کہے: نَوَیْتُ رَفْعَ الْحَدَثِ (میں نے حدث ختم کرنے کی نیت کی) یا یہ کہے: نَوَیْتُ فَرْضَ الْوُضُوْءِ (میں نے وُضوءِ فرض کی نیت کی)

۲ جیسا کچھ اور کہہ لے۔

۳ لمبائی اور چوڑائی دونوں سمت میں چہرے کا دھونا۔

۴ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

۵ سَر کے کچھ حصے کا مسح کرنا۔

۶ دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

ترتیب سے وُضو کرنا.......یعنی پہلے چہرہ دھوئے، پھر دونوں ہاتھ، پھر سَر کا مسح کرے، پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

وُضو کی کئی سنّتیں ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ......وُضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ (۲) ......مسواک کرنا (۳) ......وُضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۴) ......دونوں ہتھیلیوں کو دھونا (۵) ......کلی کرنا (۶) ......ناک میں پانی ڈالنا (۷) ......پورے سَر کا مسح کرنا (۸) ......کانوں کا مسح کرنا (۹) ......اعضاءِ وُضو کو ملنا (۱۰) ......گھنی داڑھی کا خلال کرنا (۱۱) ......داہنے ہاتھ سے شروع کرنا (۱۲) ......پے درپے وُضو کرنا۔

وُضو کے مکروہات: (یعنی جن چیزوں کا وُضو میں کرنا ناپسندیدہ ہے)

(۱) ......پانی استعمال کرنے میں فضول خرچی کرنا (۲) ......آنکھ کے اندرونی حصے کو دھونا

(۳) ......بائیں کو داہنے سے پہلے دھونا (۴) ......تین بار سے زیادہ دھونا

(۵) ......یا تین بار سے کم دھونا

۱ نواقض وُضو چار ہیں۔ (یعنی جن چیزوں سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے)

۲ پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے منی کو چھوڑ کر ہوا یا کسی چیز کا نکلنا

۳ نیند وغیرہ کے ذریعہ عقل کا زائل ہونا.......لیکن جو شخص زمین پر بیٹھا بیٹھا سوئے اس کا وُضو نہیں ٹوٹتا

۴ بغیر کسی حائل کے دو عمر دراز اجنبی مرد و عورت کی جلدوں کا مل جانا

آدمی کی آگے کی شرم گاہ کو چھولینا یا پچھلی شرم گاہ کے دائرے کو ہتھیلی کے اندرونی حصے سے یا انگلیوں کے اندرونی حصے سے چھولینا۔

موزوں پر مسح کا بیان

موزوں پر مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اور کچھ چیزیں مسح علی الخفین میں سنّت ہیں، اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔

شرائطِ مسح تین ہیں:

(۱) ......پہلی شرط یہ ہے کہ موزے پوری طہارت کے بعد پہنے ہوں۔

(۲) ...... دوسری یہ کہ موزے پاؤں کے اتنے حصے کو چھپالیں جس کا دھونا فرض ہے۔

(۳) ...... تیسری یہ کہ موزے ایسے ہوں جن کو پہن کر لگاتار چلا جاسکے۔

اور موزوں پر مسح کرنے میں سنّت یہ ہے کہ مسح خطوط کی شکل میں ہو...... اور یہ کہ اپنا بایاں ہاتھ ایڑی کے نیچے رکھے...... اور داہنا انگلیوں کے اوپری حصے پر، پھر بائیں ہاتھ کو انگلیوں کے سرے تک کھینچ کر لائے اور داہنے کو پنڈلی کے اوپر تک لے جائے۔

اور جن چیزوں سے مسح ٹوٹ جاتا ہے وہ تین ہیں:

(۱) ...... موزے کا اتر جانا (۲) ...... مدت ختم ہو جانا، اور (۳) ...... غسل واجب کرنے والی کسی چیز کا پیش آجانا۔ مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے...... جب کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات۔ اور مدت کا آغاز وشمار موزے پہننے سے حدث طاری ہونے وقت سے ہوگا۔

تیمم کا بیان

تیمم کے لیے سبب، شرطیں، فرائض اور سنّتیں ہیں...... اور کچھ وہ اُمور جن سے تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

تیمم کے اسباب تین ہیں۔ (ان میں سے کسی ایک کے پالیے جانے کی صورت میں تیمم جائز ہو جاتا ہے۔)

(۱) ...... پانی کی غیر موجودگی (۲) ...... بیماری (جس میں پانی استعمال کرنے سے مرض بڑھنے یا جان جانے کا خطرہ ہو) (۳) ...... باعزت جاندار کی پیاس بجھانے کے لیے پانی کی ضرورت...... یعنی پانی اتنا کم ہو کہ اس سے وُضو کرے گا تو پیاس ستائے گی تو پانی پینے کے لیے روک کے رہے اور نماز وغیرہ کے لیے تیمم کرے۔

تیمم کے دس شرائط ہیں۔

(۱) تیمم مٹی سے ہو (۲) مٹی پاک ہو (۳) استعمال کی ہوئی نہ ہو (۴) مٹی میں آٹا وغیرہ کچھ ملا نہ ہو (۵) تیمم کی نیت کرے (۶) چہرہ اور ہاتھوں کا دو ضربوں سے مسح کرے (۷) تیمم سے پہلے نجاست کو دور کرے (۸) قبلہ میں پوری کوشش کرے (یعنی نماز کے لیے تیمم کرے تو تیمم سے پہلے سمت قبلہ میں غور و فکر کرے، ورنہ تیمم صحیح نہ ہوگا) (۹) نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد تیمم کرے (۱۰) ہر فریضہ کے لیے تیمم کرے۔

تیمم کے فرائض پانچ ہیں۔

(۱) مٹی نقل کرنا (یعنی جس عضو کا مسح کرے اس کی طرف مٹی منتقل کرے) (۲) نماز وغیرہ کے مُباح ہونے کی نیت کرنا...... اور مٹی نقل کرتے وقت نیت کا موجود رہنا، اور کسی بھی عضو کا مسح کرنے تک نیت کا برابر برقرار رہنا (۳) چہرہ کا مسح کرنا (۴) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا (۵) چہرہ اور ہاتھ کے مسح میں ترتیب قائم رکھنا۔

تیمم کی سنّتیں:

(۱) شروع تیمم میں بسم اللہ پڑھنا (۲) داہنے سے شروع کرنا (۳) گرد ہلکی لگانا۔

جن چیزوں سے تیمم باطل ہو جاتا ہے وہ تین ہیں۔

(۱) ...... وہ تمام چیزیں جو وُضو کو باطل کر دیتی ہیں (ان سے تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

(۲) ...... مرتد ہو جانا

(۳) ...... اور عذر کا ختم ہو جانا۔

غسل کا بیان

چھ چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے:

(۱) آدمی کا اپنی سپاری یا کٹے ہوئے میں سے سپاری کی مقدار بھر عورت کی شرم گاہ میں داخل کر دینا۔ (۲) بدخوابی وغیرہ کے ذریعے منی کا نکلنا (۳) حیض (۴) نفاس (۵) ولادت (۶) موت........... غسل میں دو چیزیں فرض ہیں: اوّل نیت کرنا، دوم پورے بدن پر پانی بہانا۔

غسل میں بھی سنّتیں ہیں، ان میں چند یہ ہیں:

(۱) غسل سے پہلے پورا وُضو کرنا (۲) جسم کے داہنے جانب سے شروع کرنا (۳) بدن کو ملنا (۴) تین بار پانی بہانا (۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا اور غسل کرتے وقت پانی استعمال کرنے میں فضول خرچی کرنا مکروہ ہے۔

غسل مسنون کا بیان

نمازِ جمعہ، عیدَین (عید الفطر اور عید الاضحی)، نمازِ کسوف (سورج گہن کی نماز)، نمازِ خسوف (چاند گہن کی نماز)، نمازِ استسقاء (وہ نماز جس میں بارش کے لیے دُعا مانگی جاتی ہے)، اور احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا سنّت ہے۔ حَرَمَین شریفَین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) کی حاضری کے لیے، وقوفِ عرفہ کے لیے اور طواف کے لیے بھی غسل کرنا سنّت ہے۔ اور کافر جب اسلام قبول کرے تو اس کے لیے اور مُردہ کو نہلانے والے کے لیے غسل کرنا سنّت ہے۔ یوں ہی حجامت وغیرہ بنوانے کے بعد اور جنون سے شفایابی کے بعد بھی غسل کرنا سنّت ہے۔

محدث کے لیے حرام چیزوں کا بیان

جو شخص بے وُضو ہو اس کے لیے نماز پڑھنا، طواف کرنا، قرآن میں سے کچھ بھی چھونا اور اٹھانا حرام ہے۔ اور مسجد میں ٹھہرنے اور قصداً تلاوتِ قرآن کرنے کی حرمت اس شخص کے لیے اور سخت ہو جاتی ہے جو بے غسل ہو۔ اور حیض ونفاس والی عورت کے لیے روزہ رکھنا سخت حرام ہے۔ اور مسجد سے ہو کر گزرنا بھی، اگر اس کی آلودگی کا اندیشہ ہو۔ اور ناپاکی کی حالت میں ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے سے لطف اندوز ہونا بھی سخت حرام ہے۔

حیض کا بیان

تندرستی کی حالت میں بغیر کسی سبب کے عورت کے آگے کے مقام سے جو خون نکلتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں۔
حیض آنے کی کم سے کم عمر تقریباً نو سال ہے۔ کم سے کم مدّت ایک دِن اور ایک رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دِن اور راتیں ہیں۔ عام طور پر چھ یا سات دِن اور راتیں ہیں۔ خون اگر سب سے مختصر مدت سے کم آئے یا اکثر مدت سے بڑھ جائے تو وہ بیماری کا خون ہے۔ اور دو حیض کے درمیان پاکی کی کم سے کم مدت پندرہ دِن ہیں اور اکثر مدت کی کوئی حد نہیں۔

نفاس کا بیان

وہ خون جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کے آگے کے مقام سے آئے اسے نفاس کہتے ہیں۔ نفاس کی سب سے کم مدت ایک گھڑی ہے۔ عام طور پر چالیس دِن اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ دِن۔ جو ساٹھ دِن سے بھی زیادہ

آئے وہ بیماری کا خون ہے۔

نجاست اور اس کو دور کرنے کا بیان

تمام جانور پاک ہیں سوائے کُتا اور خنزیر کے اور اس جانور کے جو ان دونوں کے مِلاپ سے پیدا ہوا ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے۔

اور تمام مُردار ناپاک ہیں سوائے آدمی، مچھلی اور ٹڈی کے۔ (کہ یہ تین مُردار پاک ہیں)، اور سبیلَین سے (آگے یا پیچھے کے مقام سے) جو کچھ نکلے ناپاک ہے سوائے منی، ہوا اور اس کنکری کے جو پیشاب سے نہ بنی ہو۔ (اگر یہ یقین ہو کہ وہ پیشاب سے بنی ہے تو ناپاک ہے)۔

۱ت کی تین قسمیں ہیں۔ ۲ ۳

......نجاستِ مخففہ ......نجاستِ مغلظہ اور ......نجاستِ متوسطہ

نجاستِ مخففہ اس بچے کا پیشاب ہے جو دودھ کے سوا کچھ نہ کھاتا ہو، اور دو سال سے کم کا ہو۔ اس کا پیشاب اگر کسی جگہ لگ جائے تو اس پر پانی چھڑک دینے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔

نجاستِ مغلظہ کُتے، خنزیر اور ان دونوں میں سے کسی ایک سے پیدا شدہ جانور کی نجاست ہے۔ اور ایسی نجاست اگر کہیں لگ جائے تو سات مرتبہ دھوئے بغیر وہ جگہ پاک نہ ہوگی۔ ان سات بار میں سے ایک بار مٹی سے صاف کرنا ضروری ہے۔

نجاستِ متوسطہ نجاستِ متوسطہ......مذکورہ دونوں نجاستوں کے علاوہ بقیہ نجاستیں متوسطہ ہیں۔ اور اس قسم کی نجاست اگر کہیں لگ جائے تو اس پر ایک بار پانی بہا دینے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔

نجاست کی ان تینوں قسموں کو پاک کرنے کا مذکورہ طریقہ اسی وقت کافی ہے جب کہ نجاست جرم دار (جسم والی) نہ ہو، نہ ذائقہ ہو اور نہ رنگ و بو......جس نجاست میں جرم (جسم) نہ ہو، اور اس میں ذائقہ اور رنگ و بو بھی نہ ہو تو اسے نجاستِ حکمیہ کہتے ہیں......لیکن نجاست اگر جرم دار ہو......تو اسے نجاستِ عینیہ کہتے ہیں......اور اگر کہیں لگ جائے تو صرف دھونے سے وہ جگہ پاک نہ ہوگی، جب تک کہ عینِ نجاست یا اس کے وصف (رنگ و بو

وغیرہ) کو نہ دور کیا جائے۔ ہاں! اگر عین نجاست یا اس کی بو وغیرہ کا ختم کرنا دشوار ہو...... تو معاف ہے۔ اور وہ نجاست بھی معاف ہے جو ایک معتدل نگاہ والے شخص کو نظر نہ آسکے۔ اور خود کا خون اگر کہیں لگ جائے...... تو معاف ہے...... کم ہو یا زیادہ...... لیکن اپنا وہ خون جو منافذ یعنی آنکھ، کان اور ناک وغیرہ سے نکلے...... تو معاف نہیں ہے۔ اور اپنے فعل سے نکلنے والا خون جو اپنی جگہ سے تجاوز کر جائے (بڑھ جائے)...... وہ خون اگر قلیل ہو...... تو معاف ہے...... اور کثیر ہو...... تو معاف نہیں۔ اور معدنِ نجاست (نجاست جمع ہونے کی جگہ) سے جو خون نکلے مثلاً پیشاب کی جھلّی اور پاخانہ کے مقام سے تو...... وہ بالکل ناقابل معافی ہے۔ اور یہی حکم ہے (یعنی بالکل ناقابل معافی) اس خون کا جو کسی اجنبی چیز سے مل جائے (جو اس کی جنس سے نہ ہو)...... اور کتّے اور خنزیر کے خون کا بھی یہی حکم ہے۔

اور دوسرے کا دمِ قلیل (تھوڑا خون) اگرچہ پیپ بن چکا ہو...... معاف ہے۔ اور پِسّو (ایک پَر دار، زہریلا کیڑا)، جُوں اور مچھر کا دمِ کثیر (زیادہ خون) بھی...... معاف ہے...... اگر اپنے فعل سے نہ نکلا ہو۔ لیکن اگر اپنے فعل سے نکلا ہو...... تو قلیل معاف ہے...... کثیر نہیں۔

قلت وکثرت کا فیصلہ عُرف کے اعتبار سے ہوگا۔ عُرف میں جس کو قلیل سمجھا جائے وہ قلیل ہے، اور جس کو کثیر سمجھا جائے وہ کثیر ہے۔ اور نجس العین (کتّا اور خنزیر) کا کوئی بھی جزء پاک نہیں ہوتا...... مگر مُردار کا چمڑہ دباغت (چمڑہ کمانا، صاف کرنا) کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اور (اسی طرح) شراب پاک ہو جاتی ہے جب کہ خود بخود سِرکہ میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن اگر سِرکہ بننے سے پہلے کوئی چیز شراب کے اندر ڈالی گئی...... اگرچہ وہ چیز پاک ہو...... اور شراب کے سِرکہ بننے تک اس میں پڑی رہی تو اس صورت میں سِرکہ بن جانے کے بعد بھی شراب پاک نہ ہوگی۔

پنج گانہ نماز کے اوقات

ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور ہر شے کا سایہ...... سایۂ اصلی کو چھوڑ کر...... ایک مثل ہونے تک باقی رہتا ہے۔

عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد شروع ہو کر سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔

مغرب کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر شفقِ احمر (وہ سُرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد افق

مغرب پر نمودار ہوتی ہے) کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔

عشاء کا وقت سُرخی غائب ہونے سے لے کر صبحِ صادق کے نمودار ہونے تک رہتا ہے...... اور فجر کا وقت صبحِ صادق (صبح کے وقت کی وہ سفیدی جو تاریکی کے بعد افقِ مشرق سے نمودار ہوتی ہے اور شمالاً جنوباً چوڑائی میں پھیلتی ہے) سے آفتاب طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

فائدہ

ہر ایک نماز کا اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ (اور) پانی یا سَتر یا جماعت کے انتظار میں تاخیر مسنون ہے...... ورنہ تقدیم افضل ہے۔

مکروہ وقتوں کا بیان

پانچ وقت ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا حرام ہے (یعنی مکروہِ تحریمی ہے)...... اور کوئی بھی ایسی نفل نماز ان وقتوں میں درست نہیں جن کا کوئی سبب متقدم یا مقارن نہ ہو...... البتہ حرمِ مکّہ میں ان وقتوں میں بھی نفل نماز درست ہے۔ وہ اوقات یہ ہیں:

1. نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک
2. نمازِ عصر کے بعد سورج پر زردی آنے تک
3. طلوعِ آفتاب کے وقت سے سورج کے نیزہ برابر بلند ہونے تک
4. سورج پر زردی آنے سے غروب ہونے تک...... اور
5. جب سورج وسط آسمان میں ہو...... یہاں تک کہ ڈھل جائے...... لیکن جمعہ کے روز سورج وسط آسمان میں ہو...... تو اس وقت نماز پڑھنا درست ہے۔

نماز کا بیان

نماز کے لیے چند شرائط وفرائض اور چند سُنن ومکروہات ہیں...... اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ شرائطِ نماز پندرہ ہیں:

- ...... مسلمان ہونا
- ...... باتمیز ہونا
- ...... وقت کا شروع ہو جانا
- ...... نماز کی فرضیت کا علم ہونا
- ...... کسی فرض کے سنّت ہونے کا اعتقاد نہ رکھنا
- ...... حدث اکبر اور حدث اصغر (غسل اور بے وضو

ہونے سے) سے پاک ہونا ✪...... کپڑے، بدن اور جائے نماز کا نجاست سے پاک ہونا ✪...... ستر عورت ✪...... استقبالِ قبلہ (سمت کعبہ کی طرف رخ کرنا) ✪...... کوئی بات نہ کرنا ✪...... فعل کثیر ترک کردینا (جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا گمان غالب ہو تو ایسا فعل کثیر ہے) ✪...... کھانا پینا ترک کردینا ✪...... کوئی رکن قولی تکبیر تحریمہ اور نیت کے درمیان شک کے ساتھ نہ گزرے (اور اگر شک پیدا ہوجائے تو) شک کا زمانہ طویل نہ ہو (یعنی کسی ایک رکن کی ادائگی تک وہ شک باقی نہ رہے فوراً زائل ہوجائے) ✪...... نماز توڑنے کا قصد نہ کرے ✪...... اور نماز توڑنے کو کسی چیز پر معلق نہ کرے یا نماز توڑنے کے سلسلے میں متردد نہ ہو (شک میں نہ پڑے)۔

فرائض نماز

فرائض نماز سترہ ہیں۔

✪...... نیت کرنا...... مطلق نفل میں صرف نماز کی نیت فرض ہے اور وقتی نماز (مثلاً ظہر، عصر وغیرہ) اور سببی نماز (مثلاً نمازِ کسوف، خسوف، استسقاء) میں تعین کے ساتھ نیت ضروری ہے اور فرض نماز میں فرضیت کا اعتقاد بھی ✪...... تکبیر تحریمہ...... اس حال میں کہ نیت کے ساتھ ملی ہو ✪...... قیام...... اس شخص کے لیے جو قیام پر قادر ہو ✪...... سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ✪...... رکوع ✪...... رکوع میں طمانیت (یعنی اتنا سکون واطمینان کہ اعضاء میں ٹھہراؤ پیدا ہوجائے) ✪...... اعتدال (یعنی رکوع کے بعد اپنی اسی حالت پر واپس آجائے جس پر پہلے تھا) ✪...... اعتدال میں طمانیت ✪...... دوبار سجدہ کرنا ✪...... سجدہ میں طمانیت ✪...... دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ✪...... جلوس میں طمانیت ✪...... تشہدِ اخیر ✪...... تشہدِ اخیر میں بیٹھنا ✪...... قُعود میں (یعنی بیٹھ کر تشہد کے بعد) نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا ✪...... پہلا سلام ✪...... ترتیب...... یعنی ہر رکن کا اپنے اپنے مقام پر ہونا...... اور مذکورہ شرائط وارکان میں سے کسی شرط یا رکن کے ترک کردینے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

نماز کی سنتیں

نماز کی کئی سنتیں ہیں۔ کچھ کا تعلق خارجِ صلوٰۃ (نماز سے یہاں مراد فرض نماز ہے) سے ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱...... اذان ۲...... اقامت ۳...... رواتب (یعنی سنن قَبلیہ وبعدیہ، موکدات وغیر موکدات)۔ [یہاں سنن قبلیہ وبعدیہ کے بجائے فرض نماز سے پہلے اور بعد کی سنتیں زیادہ مناسب ہوگا]، رواتب...... یعنی فرض نماز کے علاوہ سنتیں بائیس رکعت ہیں، ان میں سے دس رکعتیں موکدہ ہیں...... وہ یہ ہیں: نمازِ فجر سے پہلے دو رکعتیں، نمازِ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، اور عشاء کے بعد دو رکعتیں...... اور بارہ رکعتیں غیر موکدہ ہیں...... وہ یہ ہیں...... نمازِ ظہر سے پہلے دو رکعتیں موکدہ کے علاوہ، ظہر کے بعد دو رکعتیں موکدہ کے علاوہ، عصر سے پہلے چار رکعتیں، مغرب سے پہلے دو رکعتیں، عشاء سے پہلے دو رکعتیں اور وِتر خود ایک مستقل سنت ہے اس کا اقل (کم سے کم) ایک رکعت ہے، اکثر (زیادہ سے زیادہ) گیارہ رکعتیں اور ادنٰی کمال (کم سے کم کمال) تین رکعتیں ہیں...... اور کچھ وہ ہیں جو نماز کے اندر ہیں...... ان کی دو قسمیں ہیں (۱) ابعاض (یعنی وہ سنتیں جن کے چھوٹ جانے پر ان کی تلافی سجدۂ سہو کے ذریعہ کی جاتی ہے) (۲) ہیئات (وہ حالتیں جو سنت ہیں اور ان کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں کی جاتی)۔ وہ سنتیں جو نماز کی "بعض" ہیں سات ہیں:

۱)...... تشہدِ اوّل ۲)...... تشہدِ اوّل کے لیے بیٹھنا ۳)...... تشہدِ اوّل میں (یعنی قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد) نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا ۴)...... تشہدِ اخیر میں آلِ نبی ﷺ پر درود پڑھنا ۵)...... قنوت (فجر کی نماز میں) ۶)...... قنوت کے لیے قیام کرنا ۷)...... نبی اکرم ﷺ، آپ کی آل اور اصحاب پر قنوت میں درود پڑھنا...... ان چیزوں میں سے اگر کچھ ترک کردیا جائے تو سجدۂ سہو کے ذریعہ اس کی تلافی کی جائے گی۔

اور وہ حالات جن کو سنت کہا گیا ہے وہ بھی کئی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱)...... چار جگہوں پر رفع یدین کرنا ۲)...... داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ۳)...... دعاءِ افتتاح پڑھنا (تکبیر تحریمہ کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے۔ دعائے افتتاح یہ ہے: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ... لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ) ۴)...... سورۂ فاتحہ سے پہلے تعوذ پڑھنا (دعاءِ افتتاح کے بعد...... سورۂ فاتحہ) ۵)...... سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا اور آمین کے

بعد سورت مِلانا ۶)...... جہری نماز میں جَہر کے ساتھ اور سِرّی نماز میں آہستہ قرأت کرنا ۷)...... تکبیراتِ انتقالات کہنا ۸)...... رکوع اور سجدوں میں تسبیح پڑھنا (رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ) ۹)...... رکوع سے اُٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا (پھر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُہٗ پڑھے ۱۰)...... جلوس (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) میں دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا...... بائیں ہاتھ کو کشادہ رکھے اور داہنے کو سمیٹے، سوائے انگشتِ شہادت کے...... اور جلوس میں یہ دعا پڑھنا "رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ" ۱۱)...... تمام جلسوں (بیٹھکوں) میں افتراش (بائیں قدم کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور داہنے پیر کو کھڑا کر کے انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگا دینا) ۱۲)...... جلسۂ اخیر میں تورّک (یعنی اپنے پیر کو داہنی طرف نکال دے اور اپنی سرین زمین سے ملا دے) ۱۳)...... اور دوسرا سلام...... ان سنّتوں میں سے اگر کسی کو چھوڑ دیا جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔

مکروہاتِ نماز

(۱)...... تکبیرِ تحریمہ، رکوع اور سجدہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو آستین کے اندر کر لینا

(۲)...... اپنے چہرے کو اِدھر اُدھر پھیرنا (۳)...... سِرّی نماز میں جَہر سے اور جہری نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا (۴)...... نماز میں اختصار کرنا، یا جلدی کرنا یا آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا (۵)...... ضرر کا اندیشہ ہونے کے وقت آنکھ بند کر لینا (۶)...... سامنے اور داہنے تھوکنا (۷)...... سَر کا کھلا رکھنا (۸)...... پیشاب، پاخانہ یا ہوا کو روک کر نماز پڑھنا (۹)...... مقبرہ میں نماز پڑھنا......

فائدہ

بہتر یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے تازہ دَم ہو لے، اور فراغتِ قلبی اور خشوع کے ساتھ نماز میں داخل ہو...... دورانِ نماز قرأت میں غور و فکر کرتا رہے اور نظر سجدے کی جگہ پر جمائے رہے......

نمازِ باجماعت کا بیان

بالغ، آزاد، مقیم، اور مستور (وہ شخص جو سَترِ عورت بھر لباس پہنے ہوئے ہو) مَردوں پر فرض نمازوں کی جماعت...... اس طور پر کہ جماعت کا شعار (نشانی) اسلام سے ہونا ظاہر ہوتا ہو...... فرضِ کفایہ ہے اگر یہ لوگ معذور نہ ہوں...... لہٰذا اگر تمام لوگوں نے جماعت چھوڑ دی (ترک کر دی) تو سب گناہ گار ہوئے اور ان سے قتال کیا جائے گا۔ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اگر تکبیرِ تحریمہ کہہ لے تو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ اور اقتداء صحیح ہونے کی گیارہ شرطیں ہیں:

(۱) کھڑے ہونے کی صورت میں مُقتدی کی ایڑی امام سے آگے نہ ہو اور بیٹھا ہو تو مُقتدی کی سرین امام سے آگے نہ ہو......

(۲) مُقتدی کو امام کے انتقالات کا علم ہو......

(۳) اقتداء یا جماعت کی نیّت کرے...... امام کے لیے جُمعہ، دوہرائی جانے والی نماز، بارش میں قائم کی جانے والی نماز اور باجماعت نذر کی نماز کے علاوہ میں امامت (امامت کی نیّت مُراد ہے) مسنون ہے...... اور جُمعہ میں نیتِ امامت واجب ہے۔

(۴) ظاہری افعال میں امام و مُقتدی کی نماز کا موافق ہونا...... لہٰذا اگر امام فرض نماز مثلاً ظہر کی پڑھائے اور مقتدی کُسوف کی نماز پڑھے، یا یہ کہ امام نمازِ جنازہ پڑھائے اور مُقتدی فرض نماز پڑھے تو اقتدا صحیح نہ ہو گی۔

(۵) ان سنّتوں کے کرنے یا نہ کرنے میں امام کی موافقت کرنا جن کی مخالفت کرنے میں مخالفتِ فاحشہ لازم آئے...... لہٰذا اگر امام نے سجدۂ تلاوت ترک کر دیا اور مُقتدی نے کر لیا یا...... امام نے تشہدِ اوّل ترک کر دیا اور مُقتدی نے پڑھ لیا تو مخالفتِ فاحش ہونے کی وجہ سے نماز باطل ہو گئی...... اور اقتدا صحیح نہ ہوئی۔ لیکن جو مخالفت فاحش (حد سے بڑھی ہوئی) نہ ہو جیسے امام نے جلسۂ استراحت نہ کیا اور مُقتدی نے کر لیا تو ایسی مخالفت مُضر نہیں۔

(۶) امام اور مُقتدی کا ایک ہی مسجد میں جمع ہونا اگرچہ دونوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہو اور اگر امام و مُقتدی دونوں کُھلی جگہ میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ ان کا درمیانی فاصلہ تین سَو ہاتھ سے زیادہ نہ ہو۔

(۷) مُقتدی اپنے امام کے تابع ہو، اس طور پر کہ مُقتدی کی تحریمہ امام کی تحریمہ کے بعد ہو

۔اور مُقتدی دو فعلی رُکن کے ساتھ اپنے امام سے سابق نہ ہو۔اور بغیر عذر کے دو فعلی رُکن سے امام سے پیچھے نہ ہو.....لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً قرأت میں سست رفتاری اور قرأت میں امام کی تیزی کی وجہ سے امام سے پیچھے رہ گیا تو تین طویل ارکان تک اس کے لیے معافی ہے۔

(۸) حدث وغیرہ کی وجہ سے اپنے امام کی نماز کا بطلان نہ جانے (لہٰذا اگر امام کا محدث ہونا مُقتدی کو معلوم ہو.....تو اقتدا صحیح نہیں۔اور اگر معلوم تھا لیکن بھول گیا اور بعد میں یاد آگیا تو اعادہ کرے، اور اگر امام کا محدث ہونا معلوم نہ ہو اور بعد میں اس کا محدث ہونا ظاہر ہو تو اعادہ نہ کرے۔)

(۹) امام پر اعادہ واجب ہونے کا اعتقاد نہ رکھے۔

(۱۰) امام (جسے مُقتدی نے امام سمجھا ہے) مُقتدی نہ ہو۔

(۱۱) امام اُمّی (ان پڑھ) نہ ہو۔

نمازِ جُمعہ کا بیان

جب جمعہ کی شرطیں پائی جائیں تو جُمعہ فرضِ عین ہے۔اور جُمعہ صحیح ہونے کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) جُمعہ عمارت کے اندر قائم ہو.....شہر میں خواہ دیہات میں۔لہٰذا صحرا (کھلی جگہ، میدان اور جنگل وغیرہ میں) جُمعہ قائم نہیں ہوسکتا.....اگرچہ وہاں خیمے لگا دیے گئے ہوں۔

(۲) چالیس عاقل و بالغ، آزاد، مسلمان، مرد ہوں جو اسی جگہ کے رہنے والے ہوں اور ضرورت کے علاوہ ٹھنڈک یا گرمی کسی موسم میں وہاں سے غائب نہ ہوتے ہوں۔

(۳) جُمعہ ظہر کے وقت میں قائم ہو۔

(۴) پہلی رکعت میں جُمعہ باجماعت ہو۔

(۵) اسی جگہ دوسرا کوئی جُمعہ تکبیر تحریمہ میں اس کے مقارن (ملا ہوا) یا اس سے سابق نہ ہو ۔ہاں! اگر ایک ہی عمارت میں لوگوں کے جمع ہونے میں دشواری ہو تو دوسرا جُمعہ ہوسکتا ہے۔

(۶) نمازِ جُمعہ سے پہلے دو خطبے ہوں۔

ارکانِ خُطبہ

خطبہ کے ارکان پانچ ہیں۔

(۱) دونوں خطبوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد کرنا۔

(۲) دونوں خطبوں میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا۔

(۳) دونوں خطبوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی تاکید کرنا۔

(۴) کسی ایک خطبے میں سمجھانے والی (نصیحت آمیز) آیت پڑھنا.....بہتر ہے کہ پہلے خطبے میں پڑھے۔ (۵) اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دوسرے خطبے میں دُعا کرنا۔

جُمعہ کے سلسلے میں لوگوں کی قسموں کا بیان

(۱) پہلی قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب ہے.....جن کی موجودگی میں (جُمعہ) منعقد ہوجائے گا اور ان کی جانب سے درست ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عاقل، بالغ، آزاد اور مستوطن (وہ شخص جو ضرورت کے علاوہ وقتوں میں وہیں رہتا ہو) مَرد ہوں۔

(۲) دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب ہے مگر ان کی موجودگی میں (جب کہ صرف وہی لوگ موجود ہوں.....دوسرے لوگ موجود نہ ہوں) منعقد نہ ہوگا۔اور ان کی جانب سے درست ہوگا....... یہ وہ شخص ہے جو مقیم ہو اور مستوطن نہ ہو۔اور وہ شخص جس نے جُمعہ کی اذان سنی مگر وہ جُمعہ قائم ہونے کی جگہ نہ ہو
۔

(۳) تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب ہے مگر.....نہ تو ان کی موجودگی سے منعقد ہوگا اور نہ ان کی جانب سے درست ہوگا.....ایسا شخص وہ ہے جو مرتد ہو، کیوں کہ اس پر جُمعہ واجب ہے اس اعتبار سے کہ مسلمان اس سے کہیں کہ اسلام قبول کرکے جُمعہ کی نماز ادا کرو اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی اس اعتبار کو نہ تسلیم کیا جائے کہ مسلمان اس سے کہیں).....تو نہ ہی اس کی جانب سے درست ہوگا اور نہ ہی اپنے حال پر باقی رہتے ہوئے اس سے منعقد ہوگا۔

(۴) چوتھی قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب نہیں.....نہ ان سے منعقد ہوگا اور نہ ان کی جانب

سے درست ہوگا...... ایسا شخص وہ ہے جو کافر اصلی ہو (کافر اصلی وہ ہے جو شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہو)، اور وہ بچہ جو سن تمیز کو نہ پہنچا ہو (سن تمیز عمر کا ساتواں سال ہے)...... اور مجنوں...... اور وہ شخص جس پر بے ہوشی طاری ہو...... اور نشے والا جب کہ نشہ حد سے نہ بڑھا ہو۔

(۵) پانچویں قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب نہیں اور ان سے منعقد نہیں ہوگا...... لیکن ان کی جانب سے درست ہو جائے گا...... اور اس قسم میں سمجھ دار بچہ، غلام، عورتیں، زنخے (زنانہ ہجڑا) اور مسافر ہیں

۔

(۶) چھٹی قسم وہ لوگ ہیں جن پر جُمعہ واجب نہیں ہے مگر اب سے منعقد ہو جائے گا، اور ان کی جانب سے درست بھی ہوگا...... یہ وہ لوگ ہیں جو مریض ہوں اور وہ تمام لوگ جن کے پاس کوئی عذر ہو۔

مسافر کی نماز کا بیان

مسافر کے لیے چار کعت والی فرض نماز کا قصر (دو رکعت پڑھنا) جائز ہے، بشرطیکہ سفر دو مرحلہ یا اس سے زیادہ لمبا ہو، مُباح ہو اور مسافر شہر پناہ سے نکل جائے جب کہ شہر کی فصیل ہو یا آبادی سے نکل جائے جب کہ شہر کی فصیل نہ ہو۔ اور مسافر تحریمہ میں قصر کی نیت کرے...... اور نماز پوری ہونے تک اس کا سفر قائم رہے۔ اور متمم (پوری نماز پڑھنے والا) کی اقتداء نہ کرے۔ اور مسافر کے لیے ظہر اور عصر کے درمیان جمع کرنا اور (اسی طرح) مغرب وعشاء کے درمیان جمع کرنا جائز ہے...... مقدم و مؤخر کرکے۔ (یعنی عصر کو مقدم کرکے ظہر کے وقت میں ظہر وعصر دونوں پڑھنا جائز ہے۔ اور ظہر کو مؤخر کرکے عصر کے وقت میں عصر وظہر ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ یوں ہی عشاء کو مقدم کرکے عشاء اور مغرب دونوں کو مغرب کے وقت میں یا مغرب کو مؤخر کرکے مغرب اور عشاء دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جائز ہے۔)...... جب کہ سفر کی شرائط پائی جائیں...... یعنی سفر طویل ہو، مُباح ہو اور سفر کرنے والا شہر پناہ یا آبادی سے نکل جائے۔

...... اور جمع تقدیم (یعنی اگر ظہر کے وقت میں ظہر وعصر پڑھنا چاہے اور مغرب کے وقت میں مغرب وعشاء پڑھنا چاہے) کے لیے شرط ہے کہ...... (۱) پہلے وقتی نماز پڑھے (۲) وقتی نماز ختم کرنے سے پہلے جمع کی نیت کرے (۳) دونوں نمازوں کے درمیان دو رکعت کی مقدار فاصل نہ ہو (یعنی دونوں نمازیں پے دَر پے پڑھے، اتنی تاخیر نہ کرے کہ دو رکعت نماز پڑھنے بھر کا وقت گزر جائے (۴) اور

دوسری نماز کی تحریمہ تک سفر باقی رہے۔ اور جمع تاخیر (یعنی اگر عصر کے وقت میں عصر وظہر پڑھنا چاہے اور عشاء کے وقت میں عشاء ومغرب پڑھنا چاہے) کے لیے شرط ہے کہ......

(۱) پہلی نماز کا وقت نکلنے سے پہلے تاخیر کی نیت کرے............ اور

(۲) دوسری نماز ہونے تک سفر باقی رہے۔

نفل نماز کا بیان

نفل نمازیں کئی ہیں...... ان میں سے رواتب فرائض (فرض نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی نمازیں) اور وِتر ہیں۔ جن کا بیان اوپر گزر چکا۔ اور انہی میں سے نمازِ تراویح، نمازِ چاشت تحیۃ المسجد، نمازِ عیدین، نمازِ استسقاء اور کسوفین (سورج گہن وچاند گہن) کی نماز ہے۔

نمازِ تراویح

اس کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے۔ رمضان المبارک کی ہر رات میں دَس سلاموں سے بیس رکعت پڑھی جاتی ہے...... اور اس کا باجماعت ہونا مسنون ہے۔

نمازِ چاشت

اسی کو نمازِ اشراق بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا وقت سورج بلند ہونے سے سورج ڈھلنے تک ہے۔ کم از کم دو رکعت پڑھی جاتی ہے اور افضل یہ ہے کہ آٹھ رکعت پڑھے۔

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ہے۔ مسجد میں بار بار آنے جانے سے یہ نماز مکرر ہوتی ہے۔

نمازِ عیدَین

عیدَین (عید الفطر وعید الاضحیٰ) کی نماز دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) اور قرأت سے پہلے تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ سات (زائد) تکبیریں کہے۔ اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیریں۔ اور مسنون ہے کہ یہ نماز باجماعت ہو۔ اور نماز کے بعد امام جُمعہ کی طرح دو خُطبے دے۔ پہلے خُطبے میں نَو بار تکبیر کہے اور دوسرے میں سات۔

نمازِ استسقاء

عیدَین کی طرح نمازِ استسقاء بھی دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں سات بار تکبیر کہے اور دوسری میں پانچ بار...... اور مسنون ہے کہ جماعت کے ساتھ ہو اور نماز کے بعد امام لوگوں کے سامنے عید کی طرح دو خطبے دے، لیکن ان خطبوں میں تکبیر کے بجائے استغفار کرے۔

نمازِ کسوفَین

دوسری نمازوں کی طرح اس کی بھی کم سے کم تعداد دو رکعتیں ہیں۔ اور اس نماز میں کمال یہ ہے کہ ہر رکعت میں

قیام ورکوع ایک سے زیادہ کرے۔ چاند گہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا مسنون ہے، اور سورج گہن کی نماز میں آہستہ قرأت کرنا مسنون ہے۔ اور مسنون ہے کہ نماز مسجد میں ہو اور امام لوگوں کے سامنے جُمعہ کے خطبوں کی طرح دو خطبے دے۔

میّت کا بیان

میّت کا غسل، کفن، دفن اور نمازِ جنازہ ان تمام لوگوں پر فرضِ کفایہ ہے جنھیں اس کے مرنے کا علم ہو...... رشتہ دار ہوں یا اور کوئی۔ لہٰذا اگر جاننے والوں میں سے کسی نے ان تمام اُمور کو انجام دے دیا اگرچہ وہ مکلف نہ ہو تو سب بری الذمہ ہوں گے...... اور اگر کسی نے نہ کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ اور جو جنگ میں شہید ہو...... نہ اُسے غسل دیا جائے گا...... نہ ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے، لیکن اس کا کفن دفن فرض ہے۔ اور ناتمام بچے کی زندگی کا اگر علم ہو جائے (زندگی کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہوں) تو اس کا غسل، کفن، دفن اور نماز واجب ہے۔ اور اگر صرف اس کی بناوٹ ظاہر ہوئی (زندگی کے آثار اس میں نہ پیدا ہوئے) تو اس کا غسل اور کفن دفن واجب ہے...... نماز نہیں۔ اور اگر اس کی بناوٹ پورے طور پر ظاہر نہ ہوئی تو غسل، کفن، دفن وغیرہ...... کچھ واجب نہیں، اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا مسنون ہے۔

اور غسل کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ ایک بار میّت کے پورے بدن پر پانی بہا دیا جائے اور تین بار پانی بہانا افضل و اکمل ہے۔ اور غسل قمیص پہنا کر تنہائی میں کسی اونچی چیز پر لٹا کر ٹھنڈے پانی سے دیا جائے...... لیکن اگر کوئی ضرورت ہو مثلاً بدن پر مَیل ہو یا ٹھنڈک کا موسم ہو تو ایسی صورت میں گرم پانی سے غسل دینا زیادہ بہتر ہے۔ اور کفن کم سے کم ایک کپڑا اتنا بڑا ہونا چاہیے جو میّت کے پورے بدن کو ڈھانپ لے اور کامل کفن یہ ہے کہ مَرد کے لیے تین لفافے ہوں (جو پورے بدن کو چھپا سکیں) اور عورت کے لیے قمیص، ازار، خمار (اوڑھنی) اور دو لفافے کامل کفن ہیں۔

نمازِ جنازہ کے ارکان اور طریقہ

نمازِ جنازہ کے سات ارکان ہیں۔

(۱) نیت (۲) چار تکبیریں (۳) قدرت والے کے لیے قیام (۴) سورۂ فاتحہ پڑھنا

(۵) دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا (۶) تیسری تکبیر کے بعد میّت کے لیے دُعا پڑھنا (۷) سلام۔

اور دفن کرنے کے لیے قبر کم سے کم ایسی ہونی چاہیے جو لاش کے تعفّن (بدبو، سڑاند) کو چھپا سکے، اور مُردہ کو درندوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اور میّت کو قبلہ رُخ کر دینا واجب ہے۔ لہٰذا اگر اس کا رُخ قبلہ کی جانب نہ کیا گیا تو جب تک لاش متغیر نہ ہوئی ہو...... قبر کھول کر اسے قبلہ رُخ کیا جائے۔ اور کامل قبر یہ ہے کہ میّت کے قد و قامت اور پھیلاؤ کے لحاظ سے اُسے کشادہ اور گہرا کیا جائے۔ اور میّت کو داہنی کروٹ پر لٹا کر کچی اینٹ یا مٹی سے سہارا دے دیا جائے اور میّت کے رُخسار کو زمین سے ملا دیا جائے۔

جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ ہو پہلے طہارت حاصل کرے، پھر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر نیت کرے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے (ہاتھ باندھ لے)، اور اس کے بعد تعوّذ (اعوذ باللہ الخ) اور تسمیہ (بسم اللہ الخ) پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے...... پھر اللہ اکبر کہہ کر یہ درود پڑھے۔

اللهم صل علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آلِ سيدنا محمد كما صلّيت علىٰ سيدنا ابراہيم وعلىٰ آلِ سيدنا ابراہيم وبارك علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آلِ سيدنا محمد كما باركت علىٰ سيدنا ابراہيم وعلىٰ آلِ سيدنا ابراہيم في العٰلمين انك حميد مجيد ، اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات الأحياء منهم و الأموات۔	اے اللہ! ہمارے آقا محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ہمارے سردار ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی، اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ہمارے سردار ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر سارے جہان والوں میں برکت رکھی۔ بے شک تو سراہا ہوا، عظمت والا ہے۔ اے اللہ! تمام مومنین و مومنات، ان میں سے جو باحیات ہیں اور جو وفات پا چکے ہیں، سب کی بخشش فرما۔

پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر یہ دُعا پڑھے۔

اللهم اغفر له وارحمهٗ و عافهٖ واعفُ	اے اللہ! اس کی بخشش فرما، اس پر رحم فرما، اسے

عنهٗ و أكرم أنزلهٗ ووسع مدخلهٗ و اغسلهٗ بالمآء والثلج والبرد و نقهٗ من الخطايا كما ينقص الثوب الأبيض من الدنس و أبدلهٗ دارًا خيرًا من داره و أهلًا خيرًا من أهلهٖ و زوجًا خيرًا من زوجهٖ و أدخلهٗ الجنة و أعذهٗ من عذاب القبر و فتنتهٖ و من عذاب النار۔

عافیت عطا فرما، اور اس سے درگذر فرما، اس کی مہمانی کا اکرام فرما، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ فرما، اور اسے اپنی رحمت کے اولے، برف اور ر پانی سے نہلا دے، اسے خطاؤں سے ستھرا کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اچھے اہل اور اچھا جوڑا عطا فرما، اور اسے قبر کے عذاب، اس کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ۔

اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غآئبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و أنثانا، اللهم من احييتهٗ فأحيه على الاسلام و من توفيتهٗ فتوفّهٗ على الايمان، اللهم لا تحرمنا أجرهٗ و لا تضلّنا بعدهٗ۔

اے اللہ! ہمارے زندہ، ہمارے مُردہ، حاضر، غائب، چھوٹے، بڑے اور مرد و عورت سب کی بخشش فرما۔ مولیٰ! تو ہم میں سے جس کو باحیات رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو وفات دے اسے ایمان پر اُٹھا۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہم کو گمراہی میں نہ ڈالنا۔

پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر یہ پڑھے: "اللھم لا تحرمنا أجرهٗ و لا تفتنّا بعدهٗ و اغفرلنا و لهٗ" اس کے بعد "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہہ کر سلام پھیر دے۔ اور بچے کی دعا میں "اللھم اغفر لهٗ و رحمهٗ" کہہ کر "اللھم اغفر لحینا" والی پوری دعا پڑھے۔ پھر اس کے بعد یہ پڑھے:

اللهم اجعلهٗ فرطًا لأبويه و سلفًا و ذخرًا و عظةً و اعتبارًا و شفيعًا ثقّل به

اے اللہ! اس (بچہ) کو والدین کے لیے سامان آخرت، اجر و ذخیرہ بنا، نصیحت حاصل کرنے کا

موازينهما و أفرغ الصبر على قلوبهما ولا تفتنّهما بعدهٗ و لا تحرمهما أجرًا"

ذریعہ اور شفاعت کرنے والا بنا۔ اس کے ذریعے (بروز قیامت) اس کے والدین کے میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری کردے، ان کے دلوں کو صبر و قرار عطا فرما، اس کے بعد انھیں آزمائش میں نہ ڈال اور انھیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ۔

زکوٰۃ کا بیان

وہ مقررہ مقدار جو مالِ نصاب میں سے یا بدن کی جانب سے نکالی جائے اُسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور زکوٰۃ آٹھ قسم کے مال میں واجب ہوتی ہے۔ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) اونٹ (۴) گائے (۵) بکری (۶) قوت (وہ اناج یا پھل جس سے غذا حاصل کی جاتی ہو) (۷) کھجور (۸) انگور۔

اور زکوٰۃ واجب ہونے کی چھ شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) مِلکِ تام (۴) نصاب (۵) سال گزرنا (۷) جانور کا سائمہ ہونا۔

نصاب کا بیان

سونے کا نصاب ۲۰ رمثقال ہے (یعنی ۲۰ رمثقال کی مقدار سونے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ......آج کل کے حساب سے سونے کا نصاب یہ ہے کہ سونا ساڑھے سات تولے ہو اور ایک تولہ تقریباً ۱۲ رگرام کا ہوتا ہے اس لحاظ سے ۹۰ رگرام سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔) اور چاندی کا نصاب ۲۰۰ ر درہم ہے (یعنی ۲۰۰ ر درہم چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور آج کل کے حساب سے چاندی کا حساب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے جو تقریباً ۶۳۰ رگرام ہوتی ہے)۔ اور سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہونے میں سال گزرنا شرط ہے، مگر جو سونا، چاندی کان یا رکاز (دفن کیا ہوا مال) سے حاصل ہو اس میں سال گزرنا شرط نہیں۔ دفینے سے

حاصل شدہ سونے چاندی کے علاوہ ربع عشر (چالیسواں حصہ ۴/۱۰) واجب ہے اور دفینہ سے حاصل شدہ سونے چاندی میں خمس (۱/۵) واجب ہوں گے...... مگر دفینہ میں زکوٰۃ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کا مدفون ہو (یعنی آں حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے کا دفن کیا ہو۔

مالِ تجارت کا نصاب

اور مالِ تجارت کا نصاب یہ ہے کہ سامان اتنا ہو جس کے عوض سونا چاندی خریدا جا سکے۔ (یعنی اس سامان کی قیمت اتنی ہو جتنی نصاب برابر سونے چاندی کی ہوتی ہے) مالِ تجارت میں نصاب کا اعتبار سال کے آخر میں ہوگا اور تجارت کے مال میں قیمت کا ربع عشر (۴/۱۰، چالیسواں حصہ) واجب ہوگا۔

اونٹ کا نصاب

اونٹ کا نصاب یہ ہے کہ پانچ ہوں۔ پانچ اونٹ (میں) پر ایک بکری واجب ہوگی۔ دس میں دو بکریاں...... پندرہ میں تین بکریاں...... بیس میں چار بکریاں...... پچیس میں ایک بنت مخاض (یعنی ایک سالہ اونٹنی)...... چھتیس میں ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)...... چھیالیس میں ایک حقہ (تین سالہ اونٹنی)...... اکسٹھ میں ایک جذعہ (چار سالہ اونٹ)...... چھہتر میں دو بنت لبون (دو سالہ دو اونٹنی)...... اکیانوے میں دو حقہ (تین سالہ دو اونٹنی)...... ایک سو بیس میں تین بنت لبون (دو سالہ تین اونٹنیاں)، پھر اس کے بعد ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ۔

گائے کا نصاب

تیس گایوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ تیس گایوں میں ایک سال کا ایک بچھڑا...... چالیس میں دو سال کی ایک بچھیا...... اسی طرح سلسلہ چلتا رہے گا۔ (یعنی ہر تیس میں ایک سالہ ایک بچھڑا...... اور ہر چالیس میں دو سالہ ایک بچھیا)۔ اور بکری میں زکوٰۃ واجب ہونے کا نصاب یہ ہے کہ ان کی تعداد چالیس ہو۔ چالیس بکریوں میں (پر) ایک بکری...... ایک سو بیس میں دو بکریاں...... دو سو ایک میں تین بکریاں...... اور چار سو میں چار بکریاں...... پھر اس کے بعد ہر سو بکریوں میں ایک بکری بڑھتی رہے گی۔

غذائی اشیاء کی زکوٰۃ کا بیان

قوت وہ اناج یا پھل ہے جس سے قصداً غذا حاصل کی جاتی ہو۔ جیسے گندم، جو، چاول، کھجور اور انگور...... ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جب کہ یہ پانچ وسق کی مقدار میں ہو۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے...... ایک صاع چار مُدّ کا...... اور ایک مُدّ ایک رطل اور ایک تہائی رطل (۱/۳ ۱ رطل)۔ اور وزن کا اعتبار سوکھنے کے بعد ناپ کر ہوگا۔ اور ان چیزوں میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہوگا، جب کہ بغیر مشقت کے مثلاً بارش سے ان کی سیرابی ہوئی ہو...... اور اگر مشقت اٹھا کر ان کو سیراب کیا گیا ہو مثلاً نہر یا کنویں سے پانی لا کر...... تو نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہوگا۔ اور ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ ان کا قابل انتفاع ہونا ظاہر ہو جائے۔ (یعنی دانے پک جائیں، اور کھجور وغیرہ کھانے کے لائق ہو جائیں۔)

بدن کی زکوٰۃ کا بیان

ہر مسلمان مکلف پر اپنی جانب سے اور جس مسلمان کا نفقہ اس کے ذمہ ہے اس کی جانب سے...... وہ آزاد ہو یا غلام...... چھوٹا ہو یا بڑا...... مرد ہو یا عورت...... بدن کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) واجب ہے۔ اور اس کے واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) آخری رمضان کے سورج غروب ہونے کا وقت پانا (رمضان کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کا وقت پانا؟؟؟)

(۲) نکالے ہوئے مال کا عید کے دن اور عید کی رات کی اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات سے زیادہ ہونا۔ صدقہ فطر کی مقدار شہر میں عام طور پر کھائے جانے والے غلہ سے ایک صاع ہے، مثلاً گیہوں، جو، چاول، چنا، لوبیا، کھجور، کشمش اور اگر ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ کھانے میں صرف گیہوں استعمال کرتے ہوں تو گیہوں کے علاوہ کسی دوسری چیز کا دینا کافی نہ ہوگا۔

مستحقین زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کے مستحقین آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) فقیر...... وہ شخص ہے جو نصاب سے کم مال کا مالک ہو یا نصاب کی مقدار مال

ہو مگر حاجت سے زائد نہ ہو۔

(۲) مسکین...... وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور پہننے کے لیے مانگنے کا محتاج ہو۔

(۳) عامل...... وہ شخص جس کو حاکمِ اسلام کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی یا اس جیسے کسی اور کام کے لیے مقرر کیا گیا ہو جیسے ڈاکیہ۔

(۴) مولف قلب...... یعنی وہ شخص جو اسلام لایا اور اس کے اسلام میں کمزوری ہو یا وہ شخص جس کا اسلام قوی ہو مگر اس کو دینے سے دوسروں کے ایمان لانے کی توقع ہو۔

(۵) مکاتب...... وہ غلام جس سے اس کے آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ اگر تُو مجھے اتنا مال ادا کر دے تو تُو آزاد ہے۔

(۶) غارم...... وہ شخص جس نے قرض لیا اور ادائگی کا وقت آپہنچا لیکن اس کی ادائگی پر وہ قادر نہ ہو۔ (۷) وہ غازی جو جہاد کے لیے تیار ہوا اپنے مال سے۔

(۸) اور وہ مسافر جو مُباح سفر پر جانا چاہتا ہو۔

آٹھوں قسم کے مستحقین کو دینا بہتر ہے، لیکن ہر قسم میں سے تین تین افراد کو دینا واجب اور مختار ہے۔ مگر عامل کو دے تو صرف ایک کو دینا جائز ہے۔ اور صدقہ فطر ایک فرد کو دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ یا صدقہ کافر، غلام (جو مکاتب نہ ہو)، بچے اور مجنوں کو دینا جائز نہیں، بلکہ ان کے ولی (سرپرست) کو دیا جائے، بنو ہاشم و مطلب یا ان کے آزاد کردہ کو بھی دینا جائز نہیں ہے...... نہ مالدار کو...... نہ اس شخص کو جس کا نفقہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ذمہ ہے باپ دادا، بیٹا بیٹی، بیوی غلام وغیرہ کوئی بھی ہو۔

روزے کا بیان

ایک عادل شخص کے چاند دیکھنے یا شعبان کے تیس دن پورے ہونے پر ہر مسلمان عاقل و بالغ پر روزہ رکھنا فرض ہے، بشرطیکہ وہ حسی اور شرعی طور پر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ لہذا کافر، بچے اور مجنون پر روزہ فرض نہیں...... اور وہ شخص جس کے اندر عمر درازی کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو...... اور وہ شخص جو ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے شفا پانے کی اُمید نہ ہو...... تو ان پر روزہ فرض نہیں۔ اور ہر روزے کے

بدلے ایک مُدّ اناج صدقہ کرنا ان پر لازم ہوگا۔ یوں حیض و نفاس والی عورت پر بھی روزہ فرض نہیں ہے کیوں کہ وہ شرعی اعتبار سے روزہ رکھنے سے معذور ہے۔ روزہ کے لیے دو چیزیں فرض ہیں:

(۱) ہر دن کے روزے کے لیے الگ الگ نیت کرنا۔

(۲) اور روزہ توڑنے والی چیزوں سے باز رہنا...... اور اسی میں یہ شرط بھی ہے کہ اپنی عورت (بیوی؟) کے ساتھ ہم بستری (صحبت؟) نہ کرے۔ نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر صبح صادق تک ہے۔ اور نیت کے روزے کا تعیّن (مثلاً رمضان کا روزہ) بھی شرط ہے۔ فرضیت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور روزہ افطار کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھنا سنّت ہے۔

اللّٰھم لک صمت وعلی رزقک افطرت و بک آمنت وعلیک توکلت ذھب الظمأ والبتلّت العروق وثبت الأجر انشاء اللہ تعالیٰ یا واسع الفضل اغفرلی الحمد للّٰہ الذی أعاننی فصمت ورزقنی فافطرت اللّٰھم فقنا للصیام و بلغنا فیہ القیام و أعنا علیہ والناس نیام وادخلنا الجنۃ بسلام۔

اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، تیرے رزق پر افطار کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا۔ پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر انشاء اللہ ثابت ہے۔ اے بے پناہ فضل والے! میری بخشش فرما۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے توفیق دی تو میں نے روزہ رکھا اور رزق دیا تو میں نے افطار کیا۔ اے اللہ ہمیں روزہ رکھنے اور اس مہینے میں قیام (شب بیداری) کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر ہماری مدد فرما جب کہ لوگ سو رہے ہوں اور ہمیں سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔

روزہ توڑنے والی چیزوں بیان

آٹھ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) ...... ہر وہ چیز جو کسی سوراخ سے مثلاً حلق یا کان کے سوراخ سے پیٹ تک پہنچے۔

(۲) ......قصداً قے کرنا (اُلٹی کرنا)......لیکن اگر قے خود بخود ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۳) ......استمناء سے یعنی مشت زنی یا مباشرت یا بغیر کسی حائل کے بوسہ لے کر منی خارج کرنا......لیکن اگر منی شرم گاہ کی طرف دیکھنے یا سوچنے یا بدخوابی کی وجہ سے خارج ہوئی تو مفطر صوم نہیں۔ (روزہ نہیں ٹوٹے گا۔)

(۴) ......اور جماع سے اس طور پر کہ پیاری فرج میں غائب ہو جائے جب کہ اپنے ارادہ سے قصداً جان بوجھ کر ایسا کرے اور (روزہ دار ہونا یاد ہو) ......لہٰذا اگر کسی نے کھایا، پیا، منی خارج کی، یا قے کی، یا جماع کیا اور (روزہ دار ہونا یاد نہ ہو) یا کسی نے مجبور کیا ہو، یا جاہل ہو تو اسے معذور سمجھا جائے گا اور اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

روزہ کی قسموں کا بیان

روزے کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) فرض جیسے رمضان کا روزہ، نذر کا روزہ، قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ (مثلاً کفارۂ ظہار و قتل) کا روزہ

(۲) حرام جیسے عیدین کا روزہ، ایام تشریق کا روزہ (نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک کے دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔)، ایام حیض و نفاس کا روزہ، بلاوجہ یوم الشک (شعبان کی تیس تاریخ) کا روزہ اور شعبان کے نصف ثانی کا روزہ......لیکن اگر اس کے ساتھ نصف اول کا روزہ ملا دے یا کسی سبب سے نصف ثانی میں روزہ رکھے......تو کوئی حرج نہیں

فائدہ

(۳) ......مکروہ جیسے صرف جُمعہ یا صرف سنیچر یا صرف اتوار کا روزہ، اور جس کو ضرر یا کسی حق کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اس کے لیے صوم دہر (ایک دِن چھوڑ کر ایک دِن لگاتار روزہ رکھنا)

(۴) ......نفلی روزہ جیسے حاجیوں کے علاوہ دوسروں کے لیے عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا روزہ، نویں، دسویں محرم کا روزہ، شوال کے چھ روزے......یہ سنت ہے کہ شوال کے روزے عید سے متصل ہوں ......اور ایام بیض (ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے، اور ایام سود (ہر مہینے کی اٹھائیس،

انتیس اور تیس تاریخ) کے روزے۔

نفلی روزے میں رات میں نیت کرنا اور نیت کا تعین شرط نہیں۔ اور جو شخص نفلی روزہ رکھ لے اُسے اختیار ہے چاہے تو پورا کرے اور چاہے تو توڑ دے اور توڑنے پر اس کی قضاء بھی لازم نہیں۔

اعتکاف کا بیان

اعتکاف تمام وقتوں میں مسنون ہے۔ اور رمضان میں سنت موکدہ ہے اور افضل یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں کرے تاکہ لیلۃ القدر کو پا سکے......جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اعتکاف کے لیے سات شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) حیض و نفاس سے پاک ہونا (۴) نماز کی طمانیت سے زیادہ ٹھہرنا (۵) اعتکاف مسجد میں کرنا (۶) اعتکاف کی نیت کرنا (۷) جنبی نہ ہونا۔

......اور فرضیت کی نیت کرنا واجب ہے......اگر منت مانی ہو۔ اور بلا عذر مسجد سے نکلنے سے، مرتد ہو جانے سے، نشہ سے، حیض و نفاس سے، جماع کرنے سے اور چھو لینے سے جب کہ انزال ہو جائے......اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ اور گالی گلوچ، غیبت، جھوٹ، چغلی یا حرام خوری سے اعتکاف کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ پہلے داہنا پاؤں اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے:

اعوذ باللّٰہ العظیم و بوجھہ الکریم و سلطانہ القدیم من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و سلم اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک و سھّل ابواب رزقک

میں بزرگ و برتر اللہ اس کے وجہ الکریم اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ لیتا ہوں مردود شیطان سے، اللہ کے نام سے اور ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ہمارے آقا محمد ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرما اور سلام۔ اے اللہ! میرے گناہوں کی بخشش فرما۔ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور میرے لیے

رزق کی راہیں آسان فرما دے۔

اور جب مسجد سے باہر نکلنے لگے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور یہی دُعا پڑھے۔لیکن اس میں "اللّٰھم اغفرلی ذنوبی" کے بعد یہ کہے:

وافتح لی أبواب فضلک واحفظنی	اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول
من الشیطان وجنودہ۔	دے اور مجھے شیطان اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھ۔

حج وعمرہ کا بیان

عاقل و بالغ، آزاد اور صاحبِ استطاعت پر حج اور عمرہ دونوں زندگی میں ایک بار فرض ہیں......

استطاعت یہ ہے کہ آدمی زادِ راہ اور سواری پر قادر ہو......اور زاد ـ ـ ـ ـ کا خرچ آنے جانے تک اہل وعیال کی ضروریات سے زائد ہو......اور راستہ پُر امن ہو۔

حج کے ارکان چھ ہیں۔

(۱) نیت کرنا (۲) میدانِ عرفات میں وقوف کرنا (نویں ذی الحجہ دوپہر بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی بھی وقت (۳) طواف (۴) سعی (۵) حلق یا تقصیر (سَر کے بال منڈا دینا یا چھوٹے کر دینا) (۶) ترتیب......

اور عمرہ کے ارکان وہی ہیں جو حج کے ہیں......سوائے وقوفِ عرفہ کے۔

حج کے واجبات پانچ ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا (مکہ شریف جانے والے جہاں سے احرام باندھتے ہیں اس جگہ کو میقات کہتے ہیں)۔میقات پانچ ہیں: مختلف ملکوں کے لوگوں کے لیے مختلف میقات ہیں۔ہندوستان

کے لوگوں کی میقات "یلملم" ہے۔ (۲) مقام مزدلفہ میں رات گزارنا (۳) مقام منیٰ میں رات گزارنا (۴) رمی جمار (۵) اور حالتِ احرام میں حرام چیزوں کو ترک کر دینا۔

اور حج میں یہ باتیں سنّت ہیں:

(۱) احرام، وقوفِ عرفہ اور ایامِ تشریق میں رمی جمار کے لیے غسل کرنا (۲) احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا (۳) نئے اور سفید اِزار و رداء پہننا......اور اس کے علاوہ بھی بہت سی سنّتیں ہیں۔

جس شخص نے کسی رُکن کو ترک کر دیا......اس کا حج درست نہیں......اور دَم وغیرہ سے اس کی تلافی نہیں ہوگی۔اور جس نے کسی واجب کو ترک کر دیا اس کا حج درست ہے اور دَم لازم ہے۔اور جس نے کسی سنّت کو ترک کر دیا اس پر کچھ لازم نہیں......مگر وہ فضیلت کو نہ پا سکے گا۔

(احرام کے محرمات)

حالتِ احرام میں حرام چیزوں کا بیان

حالتِ احرام میں درج ذیل باتیں حرام ہیں:

(۱) خوشبو لگانا (۲) سَر یا داڑھی میں تیل لگانا (۳) ناخن تراشنا (۴) بدن کے کسی بھی حصے سے بال کا ازالہ (۵) جماع (۶) مقدماتِ جماع یعنی چھونا اور بوس وکنار وغیرہ (۷) نکاح کرنا (۸) شکار کرنا اور (۹) حرم کے درختوں کو کاٹنا......ان چیزوں کی حُرمت میں مرد و عورت دونوں شریک ہیں۔اور صرف مرد کے لیے سَر ڈھانپنا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام ہے اور......صرف عورت کے لیے چہرہ چھپانا اور دستانے پہننا حرام ہے......اور ان تمام چیزوں کے حرام ہونے کی شرط یہ ہے کہ مُحْرِم مکلّف اپنے ارادہ واختیار سے دانستہ اور قصداً ایسا کرے......اور ان شرائط میں سے کوئی ایک بھی شرط اگر نہ پائی جائے تو......مذکورہ چیزیں حرام نہیں۔

اور نکاح کے سوا مذکورہ تمام چیزوں میں فدیہ ہے......اور فدیہ میں تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ حرام

چیزوں میں سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا جو بابِ اتلاف سے ہے مثلاً شکار کیا، درخت کاٹا، سر منڈایا، ناخن تراشا......تو ان چیزوں کے ارتکاب کے بعد فدیہ واجب ہونے میں علم و ارادہ کی شرط نہیں...... اور اگر کوئی ایسا کام کیا جو بابِ ترفّہ سے ہے یعنی جس کا تعلق آرام و راحت سے ہے...... مثلاً سلے ہوئے کپڑے پہننا، تیل لگانا، خوشبو لگانا، جماع اور مقدماتِ جماع......تو ان چیزوں کے ارتکاب سے فدیہ واجب ہونے میں علم و ارادہ وغیرہ کی شرط ہے۔

طواف کا بیان

طواف کی سات شرطیں ہیں۔

(۱) آدمی کا حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا...... کپڑے، بدن اور جائے طواف کا پلیدی سے پاک ہونا (۲) سترِ عورت (۳) حَجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کرنا...... اس حال میں کہ بایاں مونڈھا اس کے مقابل ہو (۴) حَجرِ اسود کی جانب جاتے ہوئے خانہ کعبہ کو بائیں جانب کرنا...... اس حال میں کہ طواف کرنے والا اپنے پورے بدن اور کپڑے (کے) ساتھ خانہ کعبہ، شاذِرواں اور حجر (حطیم) سے باہر ہو (۵) طواف کا مسجد حرام کے اندر ہونا (۶) طواف کے سات چکر ہونا (۷) اور طواف کرنے والے کا دوسرے کے لیے نہ پھرنا۔

اور طواف اگر طوافِ نُسک (حج کا طواف) نہ ہو...... تو اس میں نیت بھی شرط ہے۔ اور طواف اگر طوافِ نُسک ہو...... تو اس میں نیت کی شرط نہیں ہے۔

طواف میں درج ذیل باتیں مسنون ہیں:

(۱) تمام چکروں میں پیدل چلنا جب کہ کوئی عذر نہ ہو (۲) پہلے چکر میں حَجرِ اسود کا استلام کرنا (۳) حَجرِ اسود کو بوسہ دینا، اپنی پیشانی اس پر رکھنا اور بوسہ دینے اور پیشانی رکھنے کا عمل تین بار کرنا (۴) جس طواف کے بعد سعی ہو اس کے پہلے تین چکروں میں رَمل کرنا (۵) جس طواف میں رَمل ہو اس کے اندر اضطباع کرنا......

تنبیہ: اضطباع یہ ہے کہ اپنی چادر کا درمیانی حصہ داہنے مونڈھے کے نیچے اور دونوں کنارے بائیں مونڈھے کے اوپر کرلے

(۶) خانہ کعبہ کے قریب سے طواف کرنا (۷) طواف پے در پے کرنا (۸) طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت

نماز پڑھنا...... اگر دشواری نہ ہو (۹) نماز سے فارغ ہو کر حجرِ اسود کا استلام کرنا۔

سعی کی شرطوں کا بیان

سعی کے لیے چار شرائط ہیں:

(۱) سعی طوافِ رُکن یا قدوم کے بعد ہو

(۲) پہلی سعی کی ابتداء صفا سے اور دوسری سعی کی ابتداء مَروہ سے ہو

(۳) پورے مَسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) کو گزر کر طے کرے

(۴) سات سعی کرے۔

حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت سنّت مؤکدہ ہے۔ حج و عمرہ کرنے والا ہو یا دوسرا، کیوں کہ احادیث کریمہ میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

مؤلف کا اختتام

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حُسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔ ہر عاقل و بالغ پر تمام گناہوں سے...... کبیرہ ہوں یا صغیرہ...... فوراً توبہ کرنا واجب ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وتوبوا الی اللہ جمیعًا أیہا المومنون لعلکم تفلحون ۵" (اور اللہ کی طرف توبہ کرو...... اے مسلمانو! سب کے سب اس اُمید پر کہ تم فلاح پاؤ...... النور آیت ۳۱)...... کنز الایمان۔

اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے: توبوا الی اللہ فانی أتوب الیہ کل یوم مائۃ مرہ۔" (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو کیوں کہ میں روزانہ سَو بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع کرتا ہوں۔)

مکلف پر واجب ہے کہ دِل کو تمام بُری صفتوں سے خالی اور محفوظ رکھے جیسے اللہ ﷻ کے بارے میں شک کرنا...... اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوفی...... رحمت سے ناامیدی...... گھمنڈ...... خود پسندی...... ریاکاری...... حسد و کینہ...... اور تمام قابلِ تعریف صفتوں سے آراستہ ہو جیسے...... اخلاص...... انکساری...... اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا...... اس پر توکل کرنا...... مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کرنا...... طاعتوں پر قائم رہنا

......گناہوں سے دور رہنا...... اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیے جانے پر اعتماد رکھنا...... دُنیا سے نفرت...... اور نفس وشیطان سے دُشمنی رکھنا۔

اور مکلف پر سات اعضاء (آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، شرم گاہ اور پیٹ) کی حفاظت واجب ہے...... لہٰذا نامحرم کو دیکھنے سے نگاہوں کو محفوظ رکھے...... مثلاً اجنبی عورتوں، شرم گاہ اور کسی مسلمان کو حقارت سے دیکھنا...... اور بغیر اِجازت کسی کے گھر میں نظر نہ ڈالے...... اور زبان کو جھوٹ، غیبت اور چغلی سے محفوظ رکھے...... غیبت یہ ہے کہ کوئی اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرے جو اسے ناپسند ہے اگرچہ کہ وہ بات سچی ہو...... اور چغلی یہ ہے کہ فساد اور فتنہ انگیزی کے ارادے سے ایک آدمی کی بات دوسرے تک پہونچائے...... اسی طرح کسی مسلمان کا مذاق اُڑانے سے...... ٹھٹھا کرنے سے...... اور اسے کم رتبہ سمجھ کر اس پر ہنسنے سے پرہیز کرے...... اور کان کو غیبت، چغلی اور تمام حرام باتوں کے سننے سے محفوظ رکھے...... اور ناپ تول میں کمی کرنے سے...... خیانت...... چوری اور دوسری حرام چیزوں سے ہاتھ کو محفوظ رکھے، مثلاً...... قتل اور ناحق کسی کو مارنا...... اور پَیروں کو کسی مسلمان کی چغل خوری کے لیے چلنے سے...... یا اس کے قتل کی کوشش میں چلنے سے...... یا اسے ناحق ضرر پہونچانے کے لیے چلنے سے بچائے رکھے...... اور اس کے سوا ہر وہ چیز جس کی جانب چلنا حرام ہے اس سے محفوظ رکھے...... اور شرم گاہ کو زنا...... لواطت اور مشت زَنی سے محفوظ رکھے...... اور پیٹ کو حرام خوری سے بچائے جیسے...... سُود کھانا...... نشہ آور چیز پینا...... یتیم کا مال کھانا...... اور وہ چیزیں کھانا پینا جنھیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دِیا ہے۔

اور ایک دانش مند مومن کے لیے مناسب ہے کہ وہ خشیت والا، عاجزی کرنے والا ہو...... اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہے...... دُنیا سے بے رغبت اور معمولی دُنیا پر قناعت کرنے والا ہو...... اپنی مِلک میں سے ضرورت سے زائد کو راہِ خدا میں خرچ کرے...... اللہ کے بندوں کا خیر خواہ ہو...... ان پر شفقت و مہربانی کرے...... بھلائی کا حکم دے...... بُرائی سے روکے...... نیکیوں میں سبقت کرے...... عبادتوں کا پابند رہے...... ہدایت کی طرف بُلاتا رہے...... باحیا ہو...... کسی کو تکلیف نہ پہونچائے...... زبان کا سچا...... کم سخن ہو...... اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے...... رشتہ داروں سے رشتہ جوڑے رکھے...... اپنے بھائیوں سے محبت رکھے...... رب کا خوف کرے...... اس کی رحمت سے آس لگائے رہے...... اللہ تعالیٰ کے

لیے دے...... اللہ تعالیٰ کے لیے روکے...... اسی کے لیے محبت کرے...... اسی کے لیے دُشمنی کرے...... اسی کے لیے راضی ہو...... اسی کے لیے غضبناک ہو...... اللہ ﷻ، اس کے رسول ﷺ، ان کے اصحاب ؓ اہلِ بیت ؓ اور علماء و صالحین ؒ سے سچی اُلفت رکھے...... تمام مومنین کے بارے میں اچھا گمان رکھے...... تو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس بات کے طلب گار ہیں کہ وہ ہمیں...... اور ہمارے احباب کو...... تمام پسندیدہ اوصاف سے آراستہ فرمائے...... اور تمام بُری صفات سے پاک رکھے...... اور ہمیں تمام اقوال، افعال، اور احوال میں ہمارے پیارے نبی ﷺ، جن کا ہم پر احسان ہے...... ہمارے آقا محمد ﷺ کی کامل پَیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے...... بے شک وہ جو چاہے اس پر قادر ہے...... اور قبول کرنے کے لائق ہے۔

یہیں اس عمدہ اور مختصر متن کی انتہا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس کو ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی...... ایسے مسائل میں کہ ہر مکلف خسیس ہو یا شریف ان کا حاجت مند رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو اپنے وجہِ کریم کے لیے خاص کرے اور جنّاتِ نعیم سے کامیاب ہونے کا سبب بنائے۔

والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین وصلی اللّٰہ علی سیّدنا محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین. . . آمین!

مصنف کتاب علامہ ابو بکر بن محمد شطا شافعی فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی تالیف سے روز دوشنبہ بوقت عصر ۹/ذی القعدہ ۱۳۰۳ھ میں فراغت ہوئی۔

نور محمد ہاشمی
۴/ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ
بمطابق ۳/دسمبر ۲۰۰۸ء
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور،
اعظم گڑھ، یوپی

۱

سلسلہ اشاعت ...... (اشاعت نمبر)

کتاب کا نام ...... آب دار موتی در فقہ شافعی

مؤلف ...... سید ابوبکر بن محمد شطا الشافعی رحمہ اللہ

مترجم ...... مولانا سید نور محمد ہاشمی مصباحی

تقدیم و تصحیح ......

کمپوزنگ و تزئین ...... عقیل احمد پٹیل، بھیونڈی

اشاعت اول ...... ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء

صفحات ۴۵

تعداد ...... ایک ہزار

قیمت ......

باہتمام ...... امام شافعی فاؤنڈیشن ممبئی

کتاب ملنے کے پتے

1. ......دفتر امام شافعی فاؤنڈیشن، 4/7 امیر باغ نمبر 2، چمبور، ممبئی 400 089_(9892204755)
2. ......مفتی عصمت بوبیرے، بھائی میٹی لین، بوبیرے منزل، کلیان (ضلع تھانہ)
3. ......نیو سلور بک ایجنسی ، 14 ـــ محمد علی روڈ، بھنڈی بازار ممبئی، 400 003
4. ......اقراء بک ڈپو محمد علی روڈ ممبئی، 400 003
5. ......ناز بک ڈپو، بھنڈی بازار ممبئی، 400 003

فہرست

امام شافعی ﷺ فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد

انقلابی اَم ؒ□"□ ہر پیغام ہے

(یا انقلابی آپلو ہر پیغام ہے؟؟)

بے دلی ہائے تماشا ! نہ عبرت ہے، نہ ذوق ❁ بے کسی ہائے تمنا ! کہ نہ دُنیا ہے، نہ دیں

کوکن میں شافعیوں کی جو ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے ان کا تعلق عربوں سے رہا ہے...... صدیوں پہلے یہ لوگ مدینہ منورہ، حضرموت، کوفہ، بغداد اور دیگر عرب شہروں سے ترکِ سکونت کرکے یہاں آکر آباد ہو گئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کشف الانساب میں بھی کوکنیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مشہورِ زمانہ مورخ ابن بطوطہ نے ملیبار اور کوکن کے ساحلی شہروں میں متعدد فقیہوں، خطیبوں اور دیگر مذہبی پیشواؤں سے ملاقاتیں کی تھیں...... یہ سارے ہی فقہ شافعی کے مقلد تھے۔ بعد میں ان ہی لوگوں کے خاندان فقیہ، خطیب اور قاضی کہلائے۔ اسی طرح پیشے کے وغیرہ کے اعتبار سے بعض لوگوں کی اپنی اپنی شناخت قائم ہوئی...... جن میں سے بعض کے القاب آج بھی عربی الاصل مستعمل ہیں اور بعض کے کچھ رد و بدل کے ساتھ۔

پھر حالات کے پیچ وخم نے کوکنیوں کو اس مقام پر لا کھڑا کیا کہ کل جو لوگ قاضی، خطیب اور فقیہ ہوا کرتے تھے آج وہی لوگ کسی قاضی، خطیب وقاضی کے لیے ترس رہے ہیں...... کل جو لوگ دوسروں کے مقتدا ہوا کرتے تھے آج انھیں کے یہاں مقتدا کی قحط سالی پڑی ہوئی ہے۔ ؎

وائے محرومی متاعِ کارواں جاتا رہا ❁ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اسی قحط سالی کے خاتمے کے لیے چند حساس اور اہلِ دل حضرات نے اس جانب توجہ کی اور ایک مختصر سی مدت میں چھوٹی بڑی کئی معرکۃ الآرا کتابیں شائع کر دیں...... جن میں تفسیر ماجی (سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران)، سیرتِ امام شافعی ﷺ، بیس رکعت تراویح کی صحیح حدیث اور تحفۂ معراج (نماز) جیسی کتابیں قابلِ ذکر ہیں۔

یہ کاروانِ عشق، ایثار وجاں نثاری کے تمام مرحلوں سے گزرنے کے لیے ہمہ وقت مضطرب اور بے چین رہتا ہے......

اور جس نے کتابوں کی نشر واشاعت اور دیگر معاملات کو آپ کی خدمت میں پیش کرکے ایثار کا عملی ثبوت پیش کیا ہے۔

اب مستقبل کے منصوبوں کے تحت کئی مقاصد (زیرِ غور) ہیں، اس لیے کہ کوکن کی سطح پر کام کرنے کے لیے صرف کتابوں کی نشر واشاعت کافی نہیں...... بلکہ اس کے لیے ایک منظم ومنضبط اور منصوبہ بند طریقے پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان منصوبوں کا ایک مختصر خاکہ کچھ یوں ہے......

۱ لائبریریوں کا قیام:

لائبریریوں کی ضرورت محتاجِ بیاں نہیں۔ مستقبل کے منصوبوں میں ایک بڑا منصوبہ یہ بھی ہے کہ لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور کوشش یہ کی جائے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ عربی کتابوں کا ذخیرہ ہو...... ساتھ ہی اردو، انگریزی، ہندی زبانوں کی کتابیں دستیاب کی جائیں۔ ان (موجودہ) لائبریریوں کی طرف خاص توجہ دی جائے جو تباہی کے دہانے پر کھڑی ہیں۔ (آج ہماری ایسی بہت سی لائبریریاں ہیں جو غیروں کے ہاتھوں میں جانے کی وجہ سے تباہ ہو رہی ہیں۔ جس کی واضح مثال ممبئی کی جامع مسجد کی عظیم الشان لائبریری اور بھیونڈی میں کرگھا مسجد کی جمعیت اہل سنت لائبریری ہیں جن کی زبوں حالی کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ہم نے صدیوں پہلے بغداد وغرناطہ کی عظیم الشان لائبریریوں کی انگریزوں و دیگر یوروپی اقوام کے ہاتھوں تباہی وبربادی کی داستانیں سنی ہیں...... جہاں ان لائبریریوں کی کتابوں کو نہ صرف جلا کر خاکستر کر دیا گیا بلکہ انھیں دریابُرد کر دیا گیا۔ لیکن ان دو لائبریریوں میں ہمارے اپنوں ہی کے ہاتھوں ہماری اپنی ہی کتابوں کی تباہی وبربادی کا دردناک منظر دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا...... بہت ہی افسوس ناک حقیقت ہے...... جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔)

۲ ساتھ ہی جس اہم کام کی جانب ہمارا کارواں رواں دواں ہے وہ ہے ایک رسالے کا اجرا...... جسے ہم "پیغام شافعی" کے نام سے جاری کرنے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں۔ ہمارے سامنے ایک مقدس نصب العین ہے جس کے گرد اس رسالے کی ساری قلمی کاوشیں گردش کرتی رہیں گی۔ جس راہ پر ہم اس رسالے کو چلائیں گے اس کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے............

امام شافعی ﷺ کی تعلیمات کی شمع کوکن کے گھر گھر میں روشن کرنا۔

کوکن میں مسلمانوں کے مسائل کا جائزہ لینا۔

باطل افکار وعقائد کا محاسبہ کرنا۔

اہلِ سنّت کے عقائد گھر گھر پہنچانا۔

اکابر شافعی علماء کی تصنیفات شائع کرنا۔

کوکنیوں کی تاریخ کو اجاگر کرنا...... ساتھ ہی کوکنیوں میں جو بزرگانِ دین گزرے ہیں ان کی سیرت سے اہلِ کوکن کو روشناس کرانا۔

۳ وہ شافعی علماء جو کوکن کے مختلف علاقوں میں رہ کر دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں، ان سے ربط وضبط پیدا کر کے، ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے امام شافعی فاؤنڈیشن کی ایک ٹیم کوکن کے مختلف علاقوں کا دورہ کرتی رہتی ہے...... ساتھ ہی عرب کے بعض علمائے دین سے بھی تعلقات پیدا کیے جا رہے ہیں کیوں کہ عرب میں شافعی علماء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ لیکن آج ہماری زبوں حالی دیکھئے......

عام بے دینی مسلمانان ہے — نے تحنی خالد ہے نے عثمان ہے
نے تی عزت، نے تی غیرت، نے خودی — ہے خدا کی دشمن زدی یان چی زدی
ای پراگندہ جماعت بے امام — زیں دِشے نے کنچا ذاتی □¢□"□ نظام
نے صفو ہن نے اطاعت، نے قطار — نے وِلن ایکی ک نے ایکن اچار
نے خدا وُلکھت ک نے تیا□□#□ں کلام — نستی موتا چی دُعا یان چی سلام
قومیت کا، قوم کا ہے نے خبر — زندگی □□□#□ناؤ نستی پوٹ بھر
نظر نے ہے، عقل نے ہے، نے سمز — فقط پوتا شوے گنچی نے گرز

آج ہماری قوم کی زبوں حالی کی وجہ ہمارے درمیان علماء کی قلت ہے...... یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم اسلامی تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی وہابی اور غیر مقلدین جیسے باطل فرقے ہمارے اُن عقائد پر یلغار کر رہے ہیں جو ہمیں صحابہ کرام ﷺ، تابعین کرام ﷺ وائمہ مجتہدین اور جمہور علماء سے ملے تھے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کا نور ہر طرف بکھیرنے...... ساتھ ہی اپنے اور اپنے اہل وعیال کو ضلالت وگمراہی سے بچانے کے لیے (بھی) ہمیں علماء کی سخت ضرورت ہے...... جس میں آپ کو اور ہم سب کو اپنے کسی ذہین بچے کو مدرسے میں داخل کرنا ہوگا، اسی طرح دوسروں کو بھی اس جانب متوجہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ہماری یہ کوشش ہوگی کہ جو بچے باصلاحیت وقابل ہوں گے انھیں جامعۃ الازہر جیسی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں بھیج کر تفسیر، حدیث، فقہ وادب وغیرہ میں تخصص کرایا جائے تاکہ کام کرنے کے لیے ہمارے پاس

اسکالرس رہ سکیں۔

ان مقاصد کی طرف ہماری پیش قدمی جاری وساری ہے...... ضرورت ہے اسے مہمیز لگانے کی...... مگر شرط یہ ہے کہ آپ بھی ہمارے تعاون کے لیے دامے، درمے، سخنے...... ہر طرح سے کمر بستہ ہو جائیں...... کیوں کہ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا سے اور بیرونِ دریا کچھ نہیں